Scanned with CamScanner

Acc. No.
10180

سرائیکی لوک گیت

مرتبہ

ڈاکٹر مہر عبدالحق
پی۔ایچ۔ڈی

•

بزمِ ثقافت، ملتان

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق بحقِ مصنّف محفوظ ہیں

بار ـــــــــــ اوّل

تعداد ـــــــــــ ایک ہزار

سال ـــــــــــ ۱۹۶۴ء

ناشر ـــــــــــ بزمِ ثقافت ملتان

مطبع ـــــــــــ دین محمدی پریس لاہور

قیمت ـــــــــــ ساڑھے تین روپے

تقسیم کنندگان

مکتبۂ ادبِ جدید

۱۵ ، پٹیالہ گراؤنڈ ، میکلوڈ روڈ ، لاہور

Scanned with CamScanner

URDU LIBRARY
ACC. No. 10180
Date 30/12/87
PATNA

دریائے سندھ کی لہروں کے نام!

Scanned with CamScanner

ترتیب

- لوریاں ـــــــــــــــ ۹
- بچیوں کے کھیل کے بول اور گیت ـــــــــــــــ ۱۸
- فصلوں کے گیت ـــــــــــــــ ۲۸
- جگراتے کے گیت ـــــــــــــــ ۴۱
- سہرے ـــــــــــــــ ۵۰
- میل کے گیت اور جھمریں ـــــــــــــــ ۷۲
- ماہیے اور ڈھولے ـــــــــــــــ ۱۰۱
- زائرین کے گیت ـــــــــــــــ ۱۲۲
- مزاحیہ گیت ـــــــــــــــ ۸۸

Scanned with CamScanner

پیش لفظ

اِس کتاب کو دو سال قبل شائع ہو جانا چاہیے تھا۔ لیکن اِس تاخیر کا باعث کچھ ڈاکٹر مہر عبدالحق صاحب کی مصروفیتیں ہیں، اور کچھ ہماری مالی دُشواریاں۔۔۔!

اوّلاً یہ مضامین روزنامہ "امروز" لاہور میں قسط وار شائع ہوئے تھے۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے ان مضامین پر نظر ثانی کی اور ایک کتاب کی صُورت میں مرتّب کر کے اپنی کتابوں کے انبار میں پھینک دیا۔ جہاں یہ مسوّدہ برسوں تک اِس بات کا منتظر رہا کہ آخر کوئی تو اس کی خبر گیری کرے گا، اور زیورِ طباعت سے آراستہ کرے گا۔

آخر ایک دن ڈاکٹر صاحب نے میرے اصرار پر بعد از خرابیٔ بسیار اسے 'تلاش کیا' اور جھاڑ پھونک کر میرے حوالے کر دیا۔ میرے ہاتھوں میں آکر یہ مسوّدہ ایک بار پھر کاغذات کے ڈھیر میں گُم ہو گیا۔ اِس لئے نہیں کہ یہ میرے ذہن سے اُتر گیا تھا، بلکہ میں نے اسے دانستہ طور پر گُم کر دیا تھا۔ کیونکہ اُن دنوں ہماری مالی حالت کچھ دگرگوں تھی اور اتنے وسائل نہ تھے کہ اِس کتاب کو دلآویز طریقہ پر طبع کرا سکتے۔ اب جبکہ خواجہ فریدؒ کے نام پر جشنِ فریدؒ کے سلسلہ میں کچھ رقم مِلی ہے، ہم بصد فخر یہ کتاب آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

بزمِ ثقافت کے سلسلۂ مطبوعات میں یہ چوتھی پیشکش ہے۔ اِس سے قبل بدیت جہانؔ۔ کلامِ فریدؒ اور "نغمۂ صحرا" اہلِ نظر کے ہاتھوں میں پہنچائی جا چکی ہیں۔

Scanned with CamScanner

اگر حالات نے ساتھ دیا تو ہم یہ سلسلہ جاری رکھیں گے۔ اور سرائیکی زبان و ادب کے بارے میں تحقیقی، تنقیدی اور تخلیقی کتب شائع کرتے رہیں گے۔ اگر ہمارے کرمفرماؤں نے دستِ کرم کھینچ لیا، تو پھر ہم آپ سے معذرت کر لینے کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں۔

یہ ہماری انتہائی بدقسمتی ہے کہ ہمارے صاحبانِ زر کے دلوں میں کارِ خیر کا جذبہ بہت کم ہے۔ وہ ان کاموں پر ایک کوڑی خرچ کرنا بھی گوارا نہیں کرتے، جن سے نمود و نمائش کا پہلو نہ نکلتا ہو۔ ادبی اور علمی ادارے اُس صف میں شمار ہوتے ہیں جن کی امداد سے، دینے والوں کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ یہ اور بات ہے کہ ان اداروں کا وجود ملک اور قوم کی روحانی اور وجدانی راہیں متعین کرنے اور آنے والی نسلوں کی جذباتی اور تہذیبی تربیت کے لئے ضروری ہے۔ لیکن ذہنی پس ماندگی کے اس صحرا میں کون کسی کی سنتا ہے، اور پھر وہ بھی ایسی بات جس سے کچھ نقصان ہی ہوتا ہے اگر ادارہ تعمیرِ تو حکومتِ مغربی پاکستان اور وزارتِ اطلاعات حکومتِ پاکستان کی مالی معاونت اور جناب رفعت پاشا شیخ کمشنر ملتان کی دستگیری شاملِ حال نہ ہوتی تو ملتان کی منجمد فضاؤں میں یہ ہلکا سا ارتعاش بھی پیدا نہ ہوتا۔

وطنِ عزیز کی ہر زبان اور خطہ میں لوک گیتوں کا بیش بہا سرمایہ موجود ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ بہت کم لوگوں نے اس صنفِ ادب کے بارے میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ مشرقی پاکستان لوک گیتوں کا گھر ہے۔ وہاں کی موسیقی اور ادب کا بیشتر حصہ لوک دھنوں اور لوک گیتوں پر مشتمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بنگلہ ادب میں بے پناہ گہرائی گیرائی اور غنائیت ہے۔ لوک گیتوں کا رشتہ اپنی سرزمین اور عوام سے بہت گہرا

Scanned with CamScanner

ہوتا ہے۔ یہ گیت خود بخود لوگوں کے دلوں سے پھوٹتے ہیں۔ اور ان کے جذبات کی صحیح عکاسی کرتے ہیں۔ ان گیتوں میں تصنّع، تکلّف اور کوشش کا کوئی عنصر نہیں ہوتا۔ اسی بے ساختہ پن اور جذبے کی صداقت کی وجہ سے یہ گیت فوراً دلوں میں اُتر جاتے ہیں۔ اور دل کے دریا میں ہل چل پیدا کر دیتے ہیں۔ بنگال کا سب سے بڑا سحر اس کے یہی عوامی گیت ہیں۔ کوی جسیم الدین نے ایک بہت بڑا کارنامہ یہ سرانجام دیا ہے کہ انہوں نے بستی بستی گھوم کر ان گیتوں کو جمع کیا ہے۔ ان کی نوک پلک سنواری ہے اور انہیں یکجا کر کے کئی جلدوں میں شائع کیا ہے۔ یہ اتنا بڑا کام ہے کہ ان کا نام ابد تک زندہ رہے گا۔ خوش قسمتی سے اُنہیں عباس الدین احمد جیسا عظیم فن کار شریک کار کی صورت میں مل گیا۔ ان دونوں نے مل کر ساز و آواز کے وہ چراغ روشن کئے ہیں جنہیں وقت کا بڑے سے بڑا طوفان بھی کبھی نہیں بجھا سکتا۔

ہماری سرزمین کے کوی جسیم الدین ڈاکٹر مہر عبدالحق ہیں۔ انہوں نے بھی نگری نگری گھوم کر سرائیکی زبان کے لوک گیتوں کے جواہر اکٹھے کئے ہیں۔ اور اس سلسلے کی پہلی جلد آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ ان گیتوں کو اکٹھا کرنے میں ڈاکٹر صاحب کو کئی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔ اُنہیں تپتے ہوئے صحراؤں میں جھلسا دینے والی لُو کے تھپیڑے کھانے پڑے ہوں گے۔ اور وادیٔ سندھ کے "بیٹ" میں لئی کے گھنے جنگلوں میں میلوں پیدل چلنا پڑا ہوگا، تب کہیں جا کر اُنہیں یہ گیت ملے ہوں گے۔ ان جانگسل صعوبتوں کے بعد ان گیتوں کو پالینے سے اُنہیں جو مسرّت حاصل ہوئی ہوگی۔ وہی ان کی محنت کا صلہ ہے۔ ورنہ ہم اور آپ اُنہیں کیا دے سکتے ہیں۔ زندہ معاشرے تو اپنے فن کاروں کو تخلیقی اور تحقیقی کام کرنے کے لئے مالی آسودگی بہم پہنچانے

Scanned with CamScanner

ہیں تاکہ وہ یکسوئی سے کام کر سکیں۔ لیکن ہم لوگ اپنے دانش وروں اور فن کاروں کو صرف لفظی داد دیتے ہیں۔ اور یہ داد ڈاکٹر صاحب کو بہت ملے گی۔

یہ گیت آپ کے سامنے ہیں۔ میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں پاتا کہ ان کے بارے میں کچھ لکھ سکوں۔ آپ انہیں پڑھیں۔ ان کی دلکشی اور رعنائی خود بخود آپ کو اپنی گرفت میں لے لے گی۔ ان گیتوں نے میرے ہموطنوں کے دلوں میں جنم لیا ہے۔ اور ان کے عمیق جذبوں کی حرارت ان میں گھلی ہوئی ہے۔ ان گیتوں میں ان کے آنسوؤں کے دیپ جھلملا رہے ہیں اور ان کی مسکراہٹوں کی دھنک بکھری ہوئی ہے۔ ان گیتوں میں وادیٔ سندھ کے شاداب کھیتوں میں پھیلی ہوئی چاندنی کی نیم خوابی ہے اور صحرا کی تپتی ہوئی دوپہروں کی بیقراری ہے۔ ان گیتوں کو میرے دیس کی کنواریوں نے شیشم اور نیم کی گھنی چھاؤں میں چرخہ کاتتے ہوئے گایا ہے، اور جیالے نوجوانوں نے کھجور کے سائے میں لیٹ کر گنگنایا ہے۔ یہ میرے وطن کی متاعِ عزیز ہیں اور اپنے اس عظیم سرمایہ کو میں کانپتے ہوئے ہاتھوں سے وقت کی لہروں کے حوالے کرتا ہوں ـــــ آنے والی نسلیں یقیناً ڈاکٹر صاحب کی ممنون ہوں گی!

۶ر دسمبر ۱۹۶۴ء

ریاض انور
سیکریٹری بزمِ ثقافت ملتان

U. L. Patna

لوریاں

انگریزی کی ایک ضرب المثل ہے کہ وہ ہاتھ جو پنگوڑے کو جھلاتا ہے، دُنیا پر حکومت کرتا ہے۔

ماں کی گود بچے کا پہلا مدرسہ ہے، جس ماحول میں بچہ آنکھیں کھولے گا، جس قسم کی تربیت اُسے ایامِ طفلی میں دی جائے گی اور جس قسم کی فضا میں اس کی ابتدائی زندگی کے ماہ و سال بسر ہوں گے اس کے مطابق اس بچے کی سیرت تشکیل ہو گی۔

لوری کا رواج زمین کے ہر حصے پر ہے۔ کیونکہ انسانی فطرت نہ مقام کی پابند ہے اور نہ مصنوعی رسم و رواج کی۔ یہ ہر جگہ ایک جیسی ہی ہوتی ہے۔ ماں کی مامتا میں نہ یورپ کے متمدن ممالک میں کمی واقع ہوئی ہے اور نہ افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں، قدرت نے ماں کے دل میں یہ لطیف مگر قوی جذبہ پیدا نہ کیا ہوتا تو شاید انسان اشرف تخلیق کے اس مرتبے تک نہ پہنچتا۔ جس پر وہ آج نظر آ رہا ہے۔

لوری ایک ایسا ہلکا پھلکا گیت ہے جس کی طرزِ ادا قواعدِ موسیقی کی بجائے سازِ فطرت سے مطابقت رکھتی ہے۔ ہر وہ آرزو جو ماں کے قلبِ صمیم سے نکل کر گیت کے سانچے میں ڈھل جائے لوری ہے۔ اور ہر وہ لوری خواہ وہ فنِ شعر پر پوری اُترے یا محض تک بندی ہو، مامتا کے جذبات سے معمور

ہوتی ہے۔

ملتانی زبان کے علاقے کی وسعت کے باوجود ہمیں صرف دو لوریاں دستیاب ہو سکی ہیں۔ اس کی وجہ غالباً وہ اقتصادی زبوں حالی ہے۔ جو ماؤں کو بھی کسبِ معاش میں مصروف رکھتی ہے اور انہیں اتنی فرصت نہیں دیتی کہ وہ اپنے لاڈلوں کے پنگوڑے جھلا سکیں۔

اس کا اشارہ ہمیں لوری کے ایک شعر میں بھی ملتا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ میں تو پانی لینے جا رہی ہوں، تیرے پنگوڑے کو میری لوری پہنچتی رہے گی۔ تیرا خدا حافظ ہو۔ ان دو لوریوں میں سے ایک لوری وہ ہے جو بچے کی پیدائش پہ مراثی وغیرہ گاتے ہیں۔ اور دوسری وہ ہے جو ماں اپنے بچے کے لئے گاتی ہے۔ دونوں میں جذبات کے اظہار کا فرق ظاہر ہے ؎

۱

تیڈا احمد اجیوے لال، لولی لال کوں ڈیواں
جیڈو والی جال سہائی سرور والا ٹھلا
کھیڑ والا جیندا رہی پیاوی ڈیوی اللہ
تیڈا احمد اجیوے لال، لولی لال کوں ڈیواں
سر تے ڈیواں ٹوپیاں، ہتھ وچ ڈیواں کانی
لال تیڈا لاڈلا، کھیڈاون والی نانی!
تیڈا احمد اجیوے لال، لولی لال کوں ڈیواں
سر تے ڈیواں ٹوپیاں ہتھیں ڈیواں چھٹی

Scanned with CamScanner

ہوتی ہے۔

ملتانی زبان کے علاقے کی وسعت کے باوجود ہمیں صرف دو لوریاں دستیاب ہو سکی ہیں۔ اس کی وجہ غالباً وہ اقتصادی زبوں حالی ہے۔ جو ماؤں کو بھی کسبِ معاش میں مصروف رکھتی ہے اور اُنہیں اتنی فرصت نہیں دیتی کہ وہ اپنے لاڈلوں کے پنگوڑے جھلا سکیں۔

اس کا اشارہ ہمیں لوری کے ایک شعر میں بھی ملتا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ میں تو پانی لینے جا رہی ہوں، تیرے پنگوڑے کو میری لوری پہنچتی رہے گی۔ تیرا خدا حافظ ہو۔ ان دو لوریوں میں سے ایک لوری وہ ہے جو بچے کی پیدائش پہ مراثی وغیرہ گاتے ہیں۔ اور دُوسری وہ ہے جو ماں اپنے بچے کے لئے گاتی ہے۔ دونوں میں جذبات کے اظہار کا فرق ظاہر ہے ؎

۱

تیڈا احمد اجیوے لال، لولی لال کوں ڈیواں
جیڈو والی جال سہائی سرور والا ٹھلا
کھیڑ والا جیندا رہی پیا وی ڈیوی اللہ
تیڈا احمد اجیوے لال، لولی لال کوں ڈیواں
سر تے ڈیواں ٹوپیاں، ہتھ وچ ڈیواں کانی
لال تیڈا لاڈلا، کھیڈاوݨ والی نانی!
تیڈا احمد اجیوے لال، لولی لال کوں ڈیواں
سر تے ڈیواں ٹوپیاں ہتھیں ڈیواں چھٹی

بال تیڈا لاڈلا، کھیڈاون والی پھپھی

تیڈا احمد اجیوے لال، لولی لال کوں ڈیواں

سر تے ڈیواں ٹوپیاں تے ہتھیں ڈیواں تیر

بال تیڈا لاڈلا، کھیڈاون والی بھین

تیڈا احمد اجیوے لال، لولی لال کوں ڈیواں

گھوڑا نیلا سنجھ سنہری، ٹپ کے رکھیں ہتھاں

پینگھڑے کوں لولیاں میں پانی لاون ونجاں

تیڈا احمد اجیوے لال، لولی لال کوں ڈیواں

ترجمہ

"پیر جندو کے دربار کے جال کا درخت سرسبز ہو

اور سخی سرور کا تھڑا

تیرا یہ بچہ جیتا رہے اور اللہ تجھے دوسرا بھی عطا کرے

تیرا نومولود جیئے، میں اِس لال کو لوری دوں

سر پر ٹوپی دوں اور ہاتھ میں تیر

بچہ تیرا لاڈلا ہے اِسے نانی کھلائے گی

تیرا نومولود جیئے، میں اِس لال کو لوری دوں

سر پر ٹوپی دوں اور ہاتھ میں روئی کا گالا

بچہ تیرا لاڈلا ہے اسے پھوپھی کھلائے گی

تیرا نومولود جیئے، میں اس لال کو لوری دوں

Scanned with CamScanner

سر پر ٹوپی دوں اور ہاتھ میں موم کی گڑیا
بچہ تیرا لاڈلا ہے اِس کے ساتھ بہن کھیلے گی
تیرا نومولود جیئے، میں اس لال کو لوری دوں
نیلے رنگ کا گھوڑا جس پر سنہری زین پڑی ہے
تمہارا انتظار کر رہا ہے کہ تم اس پر چھلانگ لگا کر سوار ہو جاؤ
اچھا اب میں پانی لانے جا رہی ہوں تمہارا پنگوڑا جھولتا رہے
تیرا نومولود جیئے، میں اِس لال کو لوری دوں "

۲

دوسری لوری ملاحظہ ہو ۔

لولی ڈیندی میں ونجاں گھولی

لولی ڈیندی ہاں میں رتی دے راوے
بندہ خوشی دی تیڈی اکھیاں کوں آوے

لولی ڈیندی میں ونجاں گھولی

لولی ڈیندی میں ڈے نہ وادی
اکھیں تے رکھدی تیڈی جند پیاری

لولی ڈیندی میں ونجاں گھولی

لولی ڈیندی ہیں کھٹاں دے پیڑے
رنگ منجھیں تیڈے مامے دے ویڑھے

لولی ڈیندی میں ونجاں گھولی

Scanned with CamScanner

آڈیم پینگھا، پٹ دیاں لاہاں
جھوٹا دیندیں تھکّم نہ باہاں
لولی ڈیندی مَیں ونجاں گھولی
وَسّے مینہہ دَر میڈے تے چکّاں
آہن وِیرے تے ہسن ہنگّاں
لولی ڈیندی مَیں ونجاں گھولی
سَم گئے اُٹھی تنے ویلے کوں جاگ !
تیڈے جاگیں میڈے ویڑھے کوں بھاگ
لولی ڈیندی مَیں ونجاں گھولی

ترجمہ

" پیارے ! تمہیں لوری دیتے ہوئے تم پر سے قربان جاؤں
لوری دیتی رہوں، دیتی رہوں اور کبھی نہ تھکوں
میں تمہیں لوری دے رہی ہوں تاکہ تمہاری آنکھوں میں خوشی کی نیند آجائے
لوری دیتے ہوئے میں تم پر قربان ہو جاؤں
تمہاری پیاری جان کو اپنی آنکھوں پہ رکھوں
لوری میں اپنے مکھن کے پیڑے کو دوں گی
بھینسوں کی آواز تیرے ماموں کے ڈیرے سے آ رہی ہے
لوری دیتے ہوئے میں تم پر قربان ہو جاؤں
میں نے تیرے لئے جھولا لگایا ہے اور اس میں ریشم کی رسیاں باندھی ہیں

Scanned with CamScanner

جھولا جھلاتے ہوئے میری باہنیں کبھی نہیں تھک سکتیں!

لوری دیتے ہوئے میں تم پر قربان ہوجاؤں

برسات ہوئی ہے اور میرے دروازے پر کیچڑ پھیل گیا ہے

(ابرِ رحمت کا برسنا کیا اچھا شگون ہے) میرا بھائی آرہا ہے، اب جی بھر کر

اُس پہ سے واری جاؤں گی!

میرے لال! اب سوجا اور علی الصبح بیدار ہو!

تُو جاگے گا تو گویا میرے آنگن کو بھاگ لگ جائیں گے

تجھے لوری دیتے ہوئے تجھ پہ سے قربان ہوجاؤں!"

ان دو لوریوں کے علاوہ ایک تیسری لوری ہمیں ایسی دستیاب ہوئی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بچہ تصوّر کر کے کہی گئی ہے۔ بلکہ یوں کہیے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوابِ استراحت سے بیدار کرنے کا ایک گیت ہے۔ یہ لوری ایک قلمی بیاض میں درج ہے۔ جس کی بعض نظمیں ۱۸۷۱ء کی تحریر شدہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانے میں دینی تعلیم کے نصاب میں نور نامہ، معراج نامہ اور حلیہ مبارک کے ساتھ اس لوری کو بھی شامل سمجھا جاتا تھا۔ لوری کی زبان بھی اس کی قدامت پہ دلالت کرتی ہے۔ ملاحظہ ہو ؎

اُٹھی جاگ محمدّا، مٹھے تیڈے بھاگ

توں ہیں بخت جہان دا بخت چنگا بیدار

اُٹھی جاگ محمدّا، توں بیلی رب حمان

نندر نہ خالق پاک کوں، یاد کری سُبحان

اُٹھی جاگ محمدا، غفلت نال نہ سم
نیندر نہ آوے عرش کوں جاگے لوح قلم
اُٹھی جاگ محمدا، مُلک بشارت ڈے
جہاں محبت من دے وچ گیا او نیندر کرے
اُٹھی جاگ محمدا، سرور نبی حیات
نیندر نہ خالق پاک کوں جیں خلقیا ڈینہہ رات
اُٹھی جاگ محمدا، سیّد صحیح حبیب
سمجھ نہ اکھیں لائیاں جاگے چندر غریب
اُٹھی جاگ محمدا، قادر کری سنبھال
نیندر نہ مول بہشت کوں جاگے دوزخ نال
اُٹھی جاگ محمدا، رحمت وسّی مینہہ
رات وچاری جاگدی سکھ نہ سُتا ڈینہہ
اُٹھی جاگ محمدا، رحمت دی کر نگاہ
جو طالب ہے آخرت جاگے سنجھ صباح
اُٹھی جاگ محمدا، والی اُمّت زمان
سُتّے زمین نہ نیندر وچ گرد پھرے اسمان
اُٹھی جاگ محمدا، ہُن نور تجلّی وہاں
بھوں نیندر کیتی ہی عاشق تیڈا اناں
اُٹھی جاگ محمدا، جاگن وحوش طیور

Scanned with CamScanner

جانور ناہیں سمندے پکھیاں تلک حضور

اُٹھی جاگ محمدّا، تیڈا نام نبی
سچّا خالق جاگدا، توں دی جاگ صحیح

اُٹھی جاگ محمدّا، مالک مُلک نہ سو
مالک مُلک دا جاگدا تیکوں نیندر نہ ہو

اُٹھی جاگ محمدّا، خالق خلق رحیم
صاحب قدرت جاگدا قدرت نال قدیم

اُٹھی جاگ محمدّا، جلوے نُور ورن
ڈتے پتھر جاگدے پربت نیر وہن

اُٹھی جاگ محمدّا، اے منبر، محراب
چن، سجھ کھلوتے جاگدے تارے کوں نہ خواب

اُٹھی جاگ محمدّا، ڈتا حکم اللہ
کل جاگ پیغمبر جاگدا توں ہیں مصطفےٰ

ترجمہ :- اے روحِ محمد جاگ! تیری جبین سے بخت جھلک رہا ہے تو کل جہانوں کا بخت ہے اور بخت وہی اچھا ہوتا ہے جو بیدار ہو۔ تو رب رحمان کا (محبوب) ہے۔ خالق پاک کو نیند نہیں آتی، سبحانہٗ تمہیں یاد کر رہا ہے!
اے روحِ محمدؐ! تو غافل ہو کر نہ سو، عرش اور لوح و قلم کو بھی نیند نہیں آتی
اے روحِ محمدؐ! بیدار ہو اور اپنی اُمّت کو خوشخبری دے، جن کے دل میں محبت ہوتی ہے، وہ کب محوِ خواب ہوتے ہیں۔ خالقِ اکبر، جس نے دن رات بنائے

Scanned with CamScanner

ہیں، جاگ رہا ہے۔ تو سرور نبی ہے اور تا قیامت زندہ ہے۔

اے سید صبیح حبیب جاگ! اور دیکھ کہ سورج اور چاند غریب بھی تیرے انتظار میں جاگ رہے ہیں، دوزخ اور بہشت جاگ رہے ہیں۔ رات بیچاری بھی جاگ رہی ہے، اور دن کو بھی قرار نہیں ہے!

اے روحِ محمد! تجھ پر رحمت کا مہینہ برسے، اب رحمت کی نگاہ سے دیکھ! جو لوگ آخرت کے طلبگار ہیں۔ صبح و شام جاگ رہے ہیں۔ اب جاگ اور نورِ تجلّی کا غسل کر لے۔ بہت دیر تک تُو سو چکا ہے۔

دیکھ! جنگل کے چرند پرند اور وحوش و طیور بھی تیرے انتظار میں جاگ رہے ہیں۔ پربت، پہاڑ اور پتھر تک سب تیرے لئے چشم براہ ہیں اور منبر و محراب تیرے لئے منتظر ہیں۔ تمام پیغمبر جاگ رہے ہیں، اور تُو تو ان سب سے برگزیدہ اور افضل ہے!

بچیوں کے کھیل کے بول اور گیت

خدا نے بہن کے دل میں بھائی کے لئے جو محبت رکھ دی ہے، وہ شاید ماں کی ممتا سے بھی زیادہ شدید ہے۔ کہتے ہیں کسی بادشاہ نے ایک قیدی عورت سے پوچھا کہ اگر تمہیں رہا کر دیا جائے اور یہ بھی کہا جائے کہ اپنے خاوند، بیٹے اور بھائی میں سے کسی ایک کی جان بخشی کرا لو، تو تم کس کی سفارش کرو گی۔ عورت نے بلا تامل کہہ دیا کہ میرا بھائی مجھے دے دو۔ اگر میں زندہ ہوں تو مجھے خاوند بھی مل سکتا ہے اور قسمت ہوئی تو بیٹا بھی، مگر میری موئی ماں کی نشانی مجھے قیامت تک کوئی نہیں لوٹا سکتا۔

بہن ننھی بچی ہو یا جوان لڑکی، شادی شدہ ہو یا کنواری، ہر وقت اپنے بھائی کی محبت میں سرشار رہتی ہے۔ گڑیوں کا کھیل کھیلا جا رہا ہے یا چرخہ کاتا جا رہا ہے، پیپل پر جھولے پڑ رہے ہیں یا چاندنی راتوں میں ہم عمر سہیلیوں کے دائرے بن رہے ہیں۔ ہر وقت اور ہر موقع پر ایک گیت الاپا جا رہا ہے، جس کے ہر بول سے خواہ وہ محض تک بندی ہی کیوں نہ ہو، بہنوں کی سیدھی سادی محبت جھلک رہی ہے۔ چند گیت ملاحظہ ہوں:۔

گڑیوں کا بیاہ:- گڑیا کا بیاہ رچایا جا رہا ہے۔ نوخیز لڑکیاں جمع ہیں

کوئی تصنع نہیں۔ بڑے معصومانہ انداز میں بیاہ کی مروجہ رسمیں ادا ہو چکی ہیں دولہا کی برات آنے والی ہے۔ استقبالیہ پارٹی گیت گارہی ہے:۔

چِٹّے ڈَند چنبے دیاں ہن لڑیاں
میڈے نیݨ تاں لائی کھڑے پھلجھڑیاں
تساں آؤ سَیو! لنگھ آؤ سَیو
میڈے ویر دا چیکو گھن آؤ سَیو
ایہو جیہا کوں تاں ٹکن امیر سَیو
میرے ویر کوں مل گئی ہیر سَیو

ترجمہ

" سفید سفید دانت گویا چنبیلی کی کلیوں کی لڑیاں ہیں (دفورِ شوق میں) میری آنکھوں سے پھلجھڑیاں چھوٹ رہی ہیں۔ آجاؤ سکھیو، آجاؤ اور میرے بھائی کا آبٹنا لے آؤ۔ یہ آبٹنا معمولی قسم کا آبٹنا نہیں بلکہ وہ ہے جسے امیر لوگ استعمال کرتے ہیں۔ میرے بھائی کو دلہن بھی ہیر ایسی خوبصورت ملی ہے"۔

یہ بند بار بار دہرایا جاتا ہے۔ اور آبٹنے کی بجائے مہندی، سہرے اور شاکیں وغیرہ کے نام بدلے جاتے ہیں۔ دولہا میاں کی برات آگئی۔ سہرے گائے گئے۔ ہنسی مذاق کی باتیں ہو لیں، اب دولہا اور دلہن کو ایک ساتھ بٹھایا گیا ہے۔ اس موقع پر بامعنی الفاظ کے کچھ بے معنی موزوں جملے اور کچھ بامعنی منظم مصرعے مل کر گائے جاتے ہیں:۔

لٹھے دی جادر سلیٹی رنگ ماہیا

چولا گھن آئیاں، میڈی آنازو
بناں لامہندی، بناں بہہ چُلّے
ہنسی اے موری اے لال کٹوری اے
کنگناں دی جوڑی اے، اے سنوہ آیا ہے
نازو کول بلہایا ہے
جھل پکھا تے آوے ٹھنڈی وا
میڈے ویر کوں رنگ چالا

ترجمہ

• لیٹھے کی چادر، جس کا رنگ سلیٹی ہے۔ اور ایک قمیص (بطور تحفہ) لے کر آئی ہوں، میری ناز بھری دُلہن آجا، میرے بنّے! مہندی لگالے اور چولہے کے قریب بیٹھ جاؤ۔ میری ہنسلی دیکھو، لال کٹوری اور کنگنوں کی جوڑی دیکھو! دولہا آگیا ہے — ناز بھری دلہن کے پاس بٹھا دیا گیا ہے — پنکھا کرو، ٹھنڈی ہوا آئے۔ اور (اے خدا!) میرے بھائی کو تو (اپنی رحمت میں) رنگ دے!

زیوروں کا گیت

ایک اور گیت ملاحظہ ہو، جس میں زیورات کا ذکر ہے۔ یہ گیت ڈھولک پر گایا جاتا ہے:۔

میڈی ناناں والی نسبی، ڈیسم دیر گھڑا، پے گئی ہے لمبڑے راہ
اللہ توں سجن ملا! ———— میڈی نازاں دالی نسبی
نازاں والی نسبی تے کناں والا جوڑا، ڈیسم ویر گھڑا

اللہ توں سجن مِلا ـــــــــ میڈی نازاں والی نسبی

نازاں والی نسبی تے گل دالی ہسڑی، ڈیسیم ویرہ گھڑا

اللہ توں سجن ملا ـــــــــ میڈی نازاں والی نسبی

ترجمہ

"نازک نسبی اور کانوں کی بالیاں "ویرہ" بنوادے گا۔ میرے، اور دوست کے درمیان بہت طویل فاصلہ ہو گیا ہے، اے اللہ مجھے میرا دوست ملادے!

کانوں کی بالیاں، گلے کی ہنسلی مجھے میرا بھائی بنوادے گا۔"

(نسبی کانوں میں ڈالنے کا ایک زیور ہے، اور یہ بول دہرائے جاتے ہیں!

چنیکل یا چکری کا گیت

چاندنی راتوں میں دیہات کے کھلے میدانوں میں، یا کسی بڑے مکان کے صحن میں لڑکیاں جمع ہو جاتی ہیں اور ایک دوسرے کے پنجے میں پنجہ ڈال کر دائرہ سا بنا لیتی ہیں اور دائرے میں تیزی سے گھومنا شروع کر دیتی ہیں، اس دلچسپ کھیل کو چنیکل یا چنجبیکل کہتے ہیں۔ وسط پنجاب میں بھی اس کا رواج ہے، جہاں اسے "چکری کھانا" کہتے ہیں۔ رہتک، کرنال، گڑگانواں وغیرہ میں یہ کھیل "آؤری بہنو چکری کھائیں" کے بول سے شروع ہوتا ہے۔ ملتانی زبان کے علاقے میں ذیل کے دلچسپ موزوں جملے گائے جاتے ہیں:-

"چنجبیکل بانونڑ آیاں، ڈوڈل گھنانونڑ آیاں، ڈوڈل میڈی جنجیری دے، چار چھنے بچوری دے، ہک چھناں تیلا، بھابھی دامنہ رتلا، وڈا اماں منجھیرو، ڈیندا انکا ااا ہگا نو...."

ترجمہ

"میں چکری ڈالنے آئی ہوں۔ گیہوؤں کے دو بِل گندھاؤں گی۔ دو بِل میری بھمبیری کے ہیں۔ چار پیالے چُوری کے، ایک پیالہ پتلا۔ بھاوج کا چہرہ خوبصورت ہے۔ بڑا ماموں مجھے بھینسیں دیتا ہے اور چھوٹا ماموں گائیں!"

۲

"پیر گھساداں پیر گھساداں، پیراں دے ڈُو کڑے جی، ہم سُنارے گھڑے جی، پیکیں گھر ویندی ہاں، کیڑھا کم کریندی ہاں، تھالی منگر دھوندیاں، وڈی بھابھی پُتر جایا، مِٹھی لولی ڈیندیاں۔ نکی بھابھی دھی جائی لَٹ ڈے پُریندیاں۔ تاں رو بھتریجا وے، پُھّا اولے گھولے!"

ترجمہ

"پاؤں گھساؤں، پاؤں گھساؤں، پاؤں کے دو کڑے، سُنار نے گھڑے ہیں، میکے جاتی ہوں تو کون سا کام کرتی ہوں، تھالی اور کٹورا دھوتی ہوں چھوٹی بھاوج کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اسے پاؤں سے دفن کر دوں گی۔ بڑی بھاوج نے بیٹا جنا، اسے میٹھے سُروں میں لوری دوں گی۔ نہ رو بھتیجا! پھوپھی قربان جائے!"

۳

"ہوتے ہونے پٹھانی کپڑے دھوتے، اُڈھدیاں آئیاں سانگاں
بُلبندے آئے طوطے، طوطا شاہ سکندر دا، پانی پیوے اندر دا،
کم کرے جُدائی دا، نیلا گھوڑا بھائی دا، اُچی جام چاچے دی،

چھلیاں والے کاکے دی، کاکڑے کھڈیندیاں، چار چھلّے پیندیاں، ہک چھلاّ پتلا بھابھی دا منہ چکلا، چُنّی چولا پیندیاں دُھپ تے، ویر میڈا سُکھ تے، آ ونج ویرا، کھا ونج سیرا پیکے گھر ویندیاں، تھالی مُنگر دھوندی ہاں، تھالی مُنگر چِٹا، ماپیو مِٹھا!"

ترجمہ

"بھائی نے کپڑے دھوئے ہیں، سانگلیاں بہتی آئیں اور طوطے بولتے آئے طوطا شاہ سکندر کا، اپنے اندر کا پانی پیتا ہے۔ جُدائی ڈالنے کا کام کرتا ہے۔ نیلا گھوڑا بھائی کا، اونچی "جام" بچے کی ہے۔ چھوٹے بھائیوں کی انگلیوں میں چھلّے ہیں، میں چھوٹے بھائیوں کو کھلاتی ہوں اور چار چھلّے پہنتی ہوں۔ ان میں سے ایک چھلّا پتلا ہے، میری بھاوج کا منہ چوڑا چکلا ہے۔ دوپٹہ اور چولا پہنتی ہوں۔ دوپٹہ اور چولا دھوپ میں ہے، میرا بھائی سُکھ میں ہے۔ آجا میرے بھائی حلوا کھالے میں میکے جاتی ہوں تو تھالی اور کٹورا صاف کرتی ہوں، تھالی اور کٹورا سفید ہے ماں باپ میٹھے ہیں!"

۴

"چیکل پانواں چنگ پاواں، چولی کوں مَیں اَنگ لانواں، چولی لگا میوہ میڈے ویر دا منگیوا۔ اندر کھانواں مِسّی تریتی، باہر کراں وڈائی، میڈی پوپلی بھجائی، میڈی لچھو بھجائی، پلنگ پیڑھا اُچا، گھن آیا چوڑا سُچا۔ سیجے چوڑے وچ کلائی، میکوں ملن آئی بھجائی، کھاوے کھیر تے ملائی۔ اِنّوں اُنّوں باجھری اُدھ وِچ جوار، ڈیکھو ویردی گنوار، زیور زریاں دے نال، چھج گاہنڑیاں دے نال۔ چھج

Scanned with CamScanner

بھریا سُہاگ دا، اماں دے سُہاگ دا۔ تِیلے والی شُتھن اے کناری
والا چولا۔ اماں ڈیو دانے ڈے، چکی گھر کا نون ڈے۔ چکی ہے
ہر یڑدی، پگ میڈے ویر دی۔ چھج بھریا مہندی دا، ویر دی
منگیندی۔ کھارا بھرا پھلاں دا، اُدھ میڈا اُدھ میڈے ویر دا!"

ترجمہ

"چیکل ڈالوں، پنجہ ڈالوں، چولی کو میں نشان لگاؤں، چولی کو میوہ لگا، میرے بھائی کی منگنی ہوئی۔ گھر کے اندر روکھی سوکھی کھالوں لیکن باہر لوگوں میں بڑائی کروں میری اچھی بھاوج! پلنگ اور پیڑھی اونچی ہے۔ بھائی سچا جوڑا لے آیا ہے' اس کی کلائی میں سچا جوڑا ہے اور میری اچھی بھاوج مجھے ملنے آئی ہے۔ دودھ اور ملائی سے اس کی تواضع کروں گی۔ اِدھر اُدھر باجرہ' بیچ میں جوار ہے۔ میرے بھائی کی دُلہن تو ذرا دیکھو' کیسے ستھری زیور ہیں۔ چھاج بھر زیور ساتھ لائی ہے چھاج سُہاگ کا بھرا ہوا ہے، جو اماں کے سُہاگ کا ہے۔ تیلے کی قیمتی شلوار ہے اور کناری والا کرتا۔ امی جان! مجھے تھوڑی سی گندم دے دو، چکی میں پیسنے دے چکی ہلیے کی ہے، دستار میرے بھائی کی ہے۔ مہندی کا بھرا ہوا چھاج' میرے بھائی کی منگیتر کا ہے۔ پھولوں کا ٹوکرا ہے۔ آدھا میرا ہے اور آدھا میرے بھائی کا!"

فنی لحاظ سے یہ بول بے حد ناقص ہیں اور تک بندی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے مگر اس قسم کی تک بندی پاکستان و ہند کی تقریباً ہر زبان میں موجود ہے اور غالباً عوامی شاعری کی بالکل ابتدائی صورت ہے۔ لہٰذا ان بولوں کی اہمیت ان سیدھے سادے جذبات کی وجہ سے ہے جو تخیل کی آمیزش کے

Scanned with CamScanner

بغیر اسی طرح ادا کر دیئے گئے ہیں، جس طرح محسوس ہوئے ہیں۔

لباس اور زیور

رنگ رنگ کی پوشاکوں اور سونے چاندی کے زیوروں کی خواہش غالباً ہر ملک اور ہر زمانے کی عورت کے دل میں موجزن رہی ہے۔ بھائی سوداگری میں دیس بدیس پھرتے ہیں اور بہنیں ان کی سلامتی کی دعائیں مانگتی رہتی ہیں۔ اور ساتھ ہی اپنا دل پرچاتی ہیں کہ میرے لئے طرح طرح کے کپڑے اور زیور لائے گا۔ ایک گیت کا بند ملاحظہ ہو جس میں مختلف زیوروں کے نام لئے جاتے ہیں، اور ٹکڑوں کو کئی بار دہرایا جاتا ہے۔

اکاں دے اولے اولے کنگن گھڑیندیاں
اُڈ اُڈ پوندی ہے ریت سوہنٹا توں جانڑیں
میڈا ویر گیا پردیس سوہنٹا توں جانڑیں
گھِدی آندے کنگھیاں کھیس سوہنٹا توں جانڑیں

ترجمہ

"آک کے پودوں کے اُس پار (شہر میں) میرے کنگن تیار ہو رہے ہیں آندھیاں چلتی ہیں اور ریت اُڑ اُڑ کر آ رہی ہے۔ اے خدا! تو جانتا ہے میرا بھائی پردیس گیا ہے۔ اے خدا! تو جانتا ہے میرے لئے کنگھیاں اور کھیس لائے گا۔ اے خدا! تو ہی جانتا ہے!

اگلے وقتوں میں ایک رواج یہ بھی تھا کہ شریف گھرانوں کی بہو بیٹیاں فرصت کے اوقات گزارنے کے لئے ننھے مُنّے پرندے اور جانور پالتی تھیں۔ ایک تو ان

Scanned with CamScanner

کی ممتا کی جبلّت کی تربیت اور تسکین ہوتی رہتی تھی۔ دوسرے وہ ناپاک خیالات سے محفوظ رہتی تھیں۔ مقصد یہ تھا کہ پاکیزہ طریقے پر ان کا فالتو وقت بھی گزر جائے اور آنے والی زندگی کی تربیت بھی ملتی رہے اور ممتا کی تسکین کے لئے جانور اُن کی توجہات کا مرکز بنے رہیں۔ ایک لڑکی کا تلیر اُڑ گیا ہے، دیکھئے کس بھولے پن اور سادگی جذبات سے تلیر کا گیت گایا جاتا ہے۔ جو بیک وقت قصیدہ بھی ہے اور مرثیہ بھی :-

اماں میڈا کئیں اُڈایا ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ کئیں اُڈایا میڈا تلیر
اُڈیا تے وَت نہیں آیا ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ تے شاہ سڈایا میڈا تلیر

اماں میڈا کئیں اُڈایا

کتھوں دا اُڈیا کتھاں ونج بیٹھا ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ونج بیٹھا ہے چھاں تے
ناز بھریا البیلا میڈا تلیر ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ لکھیا کھڑا ہے ہاں تے

اماں میڈا کئیں اُڈایا

کتھوں دا اُڈیا کتھاں ونج بیٹھا ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ونج بیٹھا ہے سر تے
ناز بھریا البیلا میڈا تلیر ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ چوگ چگیندا دل تے

اماں میڈا کئیں اُڈایا

کتھوں دا اُڈیا کتھاں ونج بیٹھا ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ونج بیٹھا ہے بھونہہ تے
ناز بھریا البیلا میڈا تلیر ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ گاہیں کریندے مونہہ تے

اماں میڈا کئیں اُڈایا

ترجمہ :- اماں! میرا تلیر کس نے اُڑا دیا ہے، ہائے میرا تلیر اُڑ گیا اور

Scanned with CamScanner

پھر نہیں آیا (شاید) شاہ نے بُلا لیا ہے میرے تیئر کو! اماں کس نے اُڑا دیا ہے میرے تیئر کو!

(آہ میرا تیئر) کہاں سے اُڑا اور کہاں جا بیٹھا، چھاؤں میں جا بیٹھا میرا تیئر، میرا ناز بھرا البیلا تیئر جس کی یاد میرے دل پر نقش ہے، اماں کس نے اُڑا دیا ہے میرے تیئر کو!

آہ! کہاں سے اُڑا اور کہاں جا بیٹھا میرا ناز بھرا البیلا تیئر، جو اپنے دُنے کے سوا کہیں چوگا نہیں کھاتا تھا، شاید سر کنڈے پر جا بیٹھا ہے، اماں کس نے اُڑایا ہے میرے تیئر کو!

آہ! میرا ناز بھرا البیلا تیئر، جو (کھری کھوٹی) مُنہ پر کہہ دیتا تھا کہاں سے اُڑا اور کہاں جا بیٹھا! شاید بھوسے کی ڈھیری پر جا بیٹھا ہوگا! اماں کس نے اُڑا دیا ہے میرے تیئر کو!"

ان بولوں اور گیتوں کے مطالعہ سے ایک ایسے معاشرے کی تصویر آنکھوں میں پھرنے لگتی ہے جس میں تصنّع کی بجائے خلوص تھا۔ امارت کی جگہ غربت تھی۔ اور ہوا و حرص کی جگہ قناعت کا دور دورہ تھا!

فصلوں کے گیت

ملتانی زبان کے علاقے کی سب سے بڑی پیداوار گندم ہے، مگر گندم کی فصل سے متعلق ہمیں کوئی نظم نہیں مل سکی۔ شاید اس لئے کہ گندم کی پیداوار میں "دستِ دولت آفرین" کا حصّہ بہت کم ہے۔ اور اسی وجہ سے "عوام" کو گندم کی فصل سے رومانی وابستگی نہیں ہے۔

گندم کے بعد کپاس اس علاقے کی سب سے بڑی فصل ہے۔ کپاس کی فصل کو ملتانی زبان میں "ڈنواڑ" کہتے ہیں۔ ڈنواڑ کی چنائی اکتوبر سے جنوری تک ہوتی رہتی ہے۔ لوگ دُور دُور سے جمع ہو کر کپاس چُنتے ہیں۔ مرد چنائی نہیں کرتے کیونکہ اِن دنوں اُن کے لئے گندم بونے کا کام زیادہ اہم ہوتا ہے جوان اور ادھیڑ عمر کی عورتیں ڈنواڑ بھی چُنتی رہتی ہیں اور اپنے اپنے رومانوں کے قصّے بھی ایک دُوسرے کو سناتی رہتی ہیں۔ اِس میلے کا نقشہ ذیل کی نظم میں کھینچا گیا ہے اور خُوب کھینچا گیا ہے۔

ایک معرکتہ الآراء عوامی گیت

یہ گیت جہاں ادبی لحاظ سے قابلِ قدر ہے، وہاں معنی خیز بھی ہے بعض بالکل سچی تصویریں اشعار کے لباس میں پیش کی گئی ہیں۔ انوکھی بحر

Scanned with CamScanner

ر دلکش طرزِ ادا گیت کی موسیقیت میں اضافہ کرتی ہے۔

ونواڑ

موسم آئی ونواڑ دی چُنڑ دیاں کملیاں بھولیاں
ٹبیاں تے چڑھ چڑھ ہکلاں مارن
آؤ اڈی کاکیاں ترڑے واڑن
سبڑ توں سبڑ
بُجھ آؤٹی بُجھ
واڑہن اَج
ہِک بئے دی وَت دیس کنوں بھر بھر بھندیاں جھولیاں
موسم آئی ونواڑ دی چُنڑ دیاں کملیاں بھولیاں
کونجاں وانگوں بدھن قطاراں
سینگیاں سیّاں لکھ تے ہزاراں
ہاسے کِتے کھِل
بھوں رل مِل
مُٹھی گئی ہے دِل
مینڈھیاں والیاں کٹھیاں ہویاں گاہیں فراق دیاں چولیاں
موسم آئی ونواڑ دی چُنڑ دیاں کملیاں بھولیاں
جدّاں ہو دِن واڑ سویلے

Scanned with CamScanner

پھٹیاں چُنڑسوں
گاہیں کرسوں
وِچھڑے مِلسوں
ملک تاں تیڈا آیا تے توں کیوں مریندئیں بولیاں
موسم آئی وَنواڑدی چُنڑدیاں کملیاں بھولیاں
ٹھڈ وِچ کہیں دے بال گھگھاوِن
جھرمٹ گنوں کوئی ترس نہ کھاوِن
واڑ چُنڑوں
جھولیاں بھروں
بھر بھر ڈُھلوں
تیڈیاں تاں کاکی ڈھیریاں ہن میں تاں چُنڑیاں ہن تھولیاں
موسم آئی وَنواڑدی چُنڑدیاں کملیاں بھولیاں
پھیرے مار کے آنوِن وَل
آکے پُچھن بالاں دی گل
اُمڑی بھولی
صدقے گھولی
ڈیوے لولی
بال جھنڈولے ڈھاک تے ٹُردیاں مست مولیاں
موسم آئی وَنواڑدی چُنڑدیاں کملیاں بھولیاں

Scanned with CamScanner

واڑاں دے وچ دھو نہیں لگے

ہِک بئے کنوں ڈھا بِن اُگے

چُنڈیاں گیاں گُھس

چولیاں گیاں پُس

یار گئے نی رُس

پانی دی رِم جھم، رِم جھم، تِرم تِرم، شبنم ڈیندی لولیاں
موسم آئی ونواڑ دی چُنڑدیاں کملیاں بھولیاں

روزی دی خاطر وطن سٹیوسے

مُلک بِگانے آن رُلیوسے

غربت دی سانگ

دلبر دی تانگ

تیراں دے وانگ

دیس بدیس وچ پیٹ دی خاطر دَر دَر عزتاں رولیاں
موسم آئی ونواڑ دی چُنڑدیاں کملیاں بھولیاں

ترجمہ

" کپاس چُننے کا موسم آیا، بھولی بھالی سادہ لوح دوشیزائیں کپاس چُن رہی ہیں۔ لڑکیاں بالیاں کھیتوں کی مینڈوں پر چڑھ چڑھ کر آوازیں دیتی ہیں، کہ آجاؤ بہنو، آجاؤ! کپاس کے پھول کھِل گئے ہیں آج!

بُلاوے پر بُلاوا آرہا ہے کہ اری بہن دوڑ کر آؤ، آج کپاس چُنی جائے گی

Scanned with CamScanner

بھر بھر کر لے چلیں۔ (پھر کہیں) اری بہن! تیری کپاس تو بہت زیادہ ہے

افسوس میں نے ابھی تک بہت کم چُنی ہے۔"

بعض مائیں ایسی بھی ہیں جو ہر پھیرے پر اپنے بچوں کے پاس واپس آکر اُن کی خبر گیری کرتی ہیں اور کہتی ہیں۔ "تیری دیوانی ماں تجھ پر سے قربان ہو، میرے بچے سو جا! میں تمہیں لوری دے رہی ہوں"۔ اور بعض جوان مائیں اپنے بچوں کو نازک کمر پر اُٹھائے اِس طرح پھر رہی ہیں گویا مست مولیاں ہیں!

ونواڑ کے کھیتوں میں (عشق و محبت کی) آگ بھڑ بھڑ کائی جاتی ہے، جس میں یہ بھولی بھالی لڑکیاں ایک دوسرے سے پہلے گرتی ہیں (دیکھئے، یہ بھی کیا خوب نظارہ ہے) دوڑ بھاگ میں لہنگے پھٹ گئے ہیں، کُرتیاں گیلی ہو گئی ہیں، اور دوست بھی روٹھ گئے ہیں (پودوں کی پتیوں اور کونپلوں پر) پانی کے قطروں کی رِم جھم رِم جھم لگ رہی ہے، اور شبنم (کپاس کے ڈُوڈُوں کو) لوریاں دے رہی ہے!

(ہائے غربت) ہم نے روزی کی خاطر وطن کو خیرباد کہا اور ہم بیگانے دیس میں آوارہ و سرگرداں ہیں۔ مفلسی کا نیزہ، محبوب کا انتظار، دونوں تیر کی مانند ہیں (جو جگر کے پار ہو جاتے ہیں)

پیٹ کی آگ بجھانے کی خاطر دیس بدیس کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور اپنی عزت و توقیر کو خاک میں ملا رہے ہیں۔

ونواڑ کی چُنائی کا موسم آگیا ہے۔ کیا عجب موسم ہے، بھولی بھالی دہقان لڑکیاں کپاس چُن رہی ہیں۔"

پیلُو کے گیت

ملتانی زبان کا علاقہ زیادہ تر ریگستانی ہے اور ریگستان میں پیلُو کے جنگل ہوتے ہیں۔ جو کسی شخص واحد کی ملکیت نہیں ہوتے۔ جو شخص جتنی چاہے پیلو جمع کرلے۔ جون کے اواخر میں جب گرمی کا شباب ہوتا ہے، ریگستانی حُسن پیلُو چُننے کے لئے گھروں سے نکل آتا ہے۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں سینۂ صحرا پر پھیل جاتے ہیں۔ اور پیلوؤں کے انبار لگا دیتے ہیں۔ حُسن کے لالۂ صحرائی سے عشق کے بگولے ٹکراتے ہیں۔ محبّت کی پینگیں ایک جوانی سے دوسری جوانی تک بڑھتی ہیں۔ اور ”جال“ کے سرسبز پودوں کے سائے میں رومان کے نازک پھول بکھر جاتے ہیں۔

آ چُنڑوں ڈِل مِل یار — پیلُوں پکّیاں نی
پکّیاں گُل گُلنار — پیلُوں پکّیاں نی

پیلُوں چُنڑدیں جِیھڑے جھیتے!
تَھَل دیاں جُنڈیاں مارن بیتے

کجھ جھنڈُو دے بال — پیلُوں پکّیاں نی
پیلُوں چُنڑدیں یار وِنجائم
ڈِل وِل سِہراں اوہا جال

راہنداں دسّیاں نی — پیلُوں پکّیاں نی
پیلُوں چُنڑدیں بوچھن پاڑیا

مینڈھیاں دے کھُل گئے وال

سینڈھاں بکھیاں نی　　پیلوں پکیاں نی
آ چنڑوں رَل مِل یار　　پیلوں پکیاں نی

پیلوں چنڑدیں کنڈا اُپڑیا
کنڈا اگڈے میڈا یار

آساں پنیاں نی　　پیلوں پکیاں نی
آ چنڑوں رل مل یار　　پیلوں پکیاں نی

ترجمہ

"آ محبوب! مِل جُل کر پیلو چُن لیں۔ پیلو پک گئی ہیں اور پک کر گلِ گلنار کی طرح سُرخ ہوگئی ہیں!

جیٹھ مہینے کی دُھوپ میں پیلو چُنتے ہوئے صحرا کی دہقان عورتیں سینہ تان کر چلتی ہیں۔ ان کی بغل میں پھول ایسا شگفتہ بچہ ہوتا ہے۔ آ دوست! مل کر پیلو چُنیں، پیلو پک گئی ہیں!

پیلو چُنتے ہوئے میرا دوست مجھ سے بچھڑ گیا، اور میں بار بار اسی پیلو کے درخت کے آس پاس اُسے تلاش کرتی ہوں، کیا حسین کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ آ محبوب! مل جُل کر پیلو چُنیں، پیلو پک گئی ہیں!

پیلو چُنتے ہوئے میرا دوپٹہ پھٹ گیا۔ اور میرے گیسو بکھر گئے۔ مانگ چمکنے لگی۔ پیلو پک گئی ہیں، اے دوست! آ کہ چُنیں!

پیلو چُنتے ہوئے مجھے کانٹا چُبھا، یہ کانٹا میرے پاؤں سے میرا محبوب

Scanned with CamScanner

نکالے گا! میرے دل کی مراد بر آئی — پیلو پک گئی ہیں دوست! آؤ! مل جل کر پیلو چُنیں!"

ایک اور گیت ملاحظہ ہو:-

پکّیاں پیلوں تے تھیاں گلزاراں آچنوں رل سانول یار

پیلوں پکّیاں تے ایجھیاں پکّیاں

چُن چُن سینگیاں سیّاں تھکیاں

اجاں تاں پیلوں لال گلال، آچنوں رل سانول یار

پیلوں والے مست پیالے

جنھاں پیتے تھیں اُبالے

گھر کوں گئے ہن جندڑے مار، آچنوں رل سانول یار

فرشی بوٹا، عرشی پیلوں

راز ماہی دا پاک دسیکوں

لگے اَنب، انگور، انار، آچنوں رل سانول یار

ترجمہ

"پیلو پک گئیں، اور جنگل گلزار کا نمونہ پیش کر رہا ہے۔ آ سلونے یار! مل کر پیلو چنیں!

پیلو پک گئیں، اور ایسی پکیں کہ ہم عمر سہیلیاں چنتے چنتے تھک ہار گئیں (اس کے باوجود) پیلو ابھی تک ویسی کی ویسی سرخ ہیں۔ آ ساجن! مل کر پیلو چُنیں

پیلوں چننے والے مست کر دینے والے پیالے کی مانند ہیں! جنہوں نے یہ پیالہ پیا، وہ ایسے بے صبر ہوئے کہ انہوں نے گھروں کو مقفل کر دیا۔ اور پیلوں چننے کے لئے چل دیئے۔ آ دوست! پیلوں مل کر چنیں!

پیلوں کا پودا اگرچہ فرشی چیز ہے، مگر اس کا پھل یقیناً عرشی ہے محبوب کا راز اور اس کی ماہیت دلیل اور ادراک سے پاک ہے۔ پیلوں کیا پکے ہیں، گویا آم، انگور اور انار کے باغ کھل گئے ہیں! (ایسے ہیں) آجاؤ محبوب! مل جل کر پیلوں چنیں!"

پیلوں کی چنائی پر خواجہ فرید نے بھی ایک کافی لکھی ہے جو عوام میں بہت مقبول ہے۔ اس کافی کا صوفیانہ رنگ ملاحظہ ہو:۔

آ چنوں رل یار، پیلوں پکیاں نی!

کئی بگڑیاں کئی ساویاں پیلیاں کئی بھوریاں، کئی پھکڑیاں نیلیاں
کئی اودیاں گلنار، کٹویاں رتیاں نی
آ چنوں رل یار، پیلوں پکیاں نی

بار تھئی ہے رشک ارم دی لگ گئی جڑھ ڈکھ تے غم دی
ہر جا باغ بہار، ساکھاں جکھیاں نی
آ چنوں رل یار، پیلوں پکیاں نی

پیلوں ڈیلھیاں دیاں گلزاراں کھیں گل ٹوریاں کھیں سر کھاریاں
کئی لا بیٹھیاں بار، بھر بھر پچھیاں نی
آ چنوں رل یار، پیلوں پکیاں نی

Scanned with CamScanner

جاں جلوئیں تھئی آبادی   پل پل خوشیاں دم دم شادی
لوکی سہنس ہزار کل نے پھکیاں نی
آ چنوں رل یار، پیلوں پکیاں نی

حوراں پریاں ٹولے ٹولے   حسن دیاں بھیلاں بربوں دے جھولے
راتاں ٹھڈیاں ٹھار ڈینہیں تتیاں نی
آ چنوں رل یار، پیلوں پکیاں نی

رکھدے ناز حسن پروردے   ابرو تیغ تے تیر نظردے
تیز تکھے ہتھیار، دلیاں پھٹیاں نی
آ چنوں رل یار، پیلوں پکیاں نی

کئی ڈیون ان نال برابر   کئی گھن آون ڈیڈھے کر کر
کئی ویچن بازار تکیاں تکیاں نی
آ چنوں رل یار، پیلوں پکیاں نی

کئی دھپ وچ دی چنڈیاں بھندیاں   کئی گھن چھاں چھنوریے بہندیاں
کئی چن چن بیاں ہار ہٹیاں تھکیاں نی
آ چنوں رل یار، پیلوں پکیاں نی

پیلوں چنڑ دیں بوچھن لیراں   چولا دی تھیا لیر کتیراں
گلڑے کرن پکار، سینگیاں ٹکیاں نی
آ چنوں رل یار، پیلوں پکیاں نی

آیاں پیلوں چنڑ دے سانگے   اوڑک تھیاں فرید تن دانگے

Scanned with CamScanner

چھوڑ آرام قرار، ہجیاں پکیاں نی
آ چُنڑوں رَل یار، پیلوں پکّیاں نی

ترجمہ

"پیلو پک گئی ہیں دوست! آؤ مل کر چُنیں! — پیلو سفید، سبز، زرد، بھوری، پھیکے نیلے رنگ کی، گل نار، اُودی اور سُرخ رنگ کی ہیں — آؤ دوست! مل کر چُنیں!

ریگستان رشکِ اِرم بن گیا ہے، دُکھ اور غم کی جڑیں سُوکھ کر جل گئی ہیں، ہر جگہ باغ و بہار ہے (اے محبوب) تُونے بھی یہ تازہ میوہ چکھا ہے؟

پیلو اور ڈیلوں کے گلزار ہیں۔ بعض (پیلو چُننے والیوں) کے گلے میں تیلیوں کی بنی ہوئی ٹوکریاں ہیں اور بعض کے سَر پر کھاریاں ہیں، بعض کھجوروں کی پتیوں کی ٹوکریاں بھر بھر کر خرمن بنا رہی ہیں!

پیلو کے ہر چھوٹے بڑے درخت پر ہجوم کی وجہ سے آبادی نظر آتی ہے ہر کہ و مہ خوش و خُرّم ہے، جگہ جگہ اُنہوں نے جھونپڑیاں ڈال رکھی ہیں — یہ سب لوگ پیلو چُننے کے بہانے جنگل میں منگل منا رہے ہیں!

حُوریں اور پریاں گروہ در گروہ پھر رہی ہیں، جن کے حُسن سے متاثر ہو کر ادِ نسیم چل رہی ہے اور عشق کے طوفان بھی اُٹھ رہے ہیں — کیا خُنک اتیں ہیں! گرمی کا اَب تو نام و نشان تک نہیں! حُسن و نزاکت کے یہ پُتلے غ ابرو اور تیرِ نظر ایسے تیز ہتھیاروں سے مسلح ہیں، اور دِلوں کو ایک ہی وار

Scanned with CamScanner

یہ حسین دوشیزائیں جب پیلو چن کر بازار میں آتی ہیں تو اُن کی قیمت (خریدار کے حوصلے کے مطابق) کم و بیش ہوتی ہے۔ کئی اناج کے برابر تول کر دیتی ہیں، کئی ڈیوڑھا اناج لے کر اور کئی بازار کی شرح کے مطابق تول کر!

کئی جفاکش ایسی بھی ہوتی ہیں جو دھوپ میں بھی پیلو چنتی رہتی ہیں، کئی پیلو سائے میں لے کر بیٹھی ہوئی ہیں، کوئی چنتے چنتے تھک ہار گئی ہیں!

آؤ دوست! (ہم بھی) مل کر پیلو چنیں!

پیلو چنتے ہوئے قمیصیں اور دوپٹے دھجیاں دھجیاں ہوگئے۔ اور ہم عمر سہیلیاں اور سکھیاں (چننے والیوں کی سستی اور بے خبری پر) نکتہ چینی اور سرگوشیاں کرتی ہیں!

پیلو چننے کے بہانے آئیں، اور فرید کی طرح لٹ گئیں دیوانی ہو گئیں، آرام اور قرار چھوڑ کر حیران و پریشان ہیں۔ آؤ دوست! (ہم بھی) مل کر پیلو چنیں!"

Scanned with CamScanner

جگ راتے کے گیت

شادی کی تاریخیں قمری مہینوں کے حساب سے مقرر کی جاتی ہیں، بیاہ کے چاند کی پہلی تاریخ کو دولہا کے ہاں شادیانہ بجتا ہے جسے چندانہ کہتے ہیں۔ یہ گویا عام اعلان ہوتا ہے، جسے سُن کر دوست احباب اور خویش و اقارب تیاریاں شروع کر دیتے ہیں۔ چندرانہ بجنے کے بعد سے شادی کی رات تک دھوم دھام اور چہل پہل ہوتی ہے۔ دولہا کی بہنیں سہیلیوں کو جمع کر لیتی ہیں اور ساری ساری رات سہرے گاتی ہیں۔ اسے جگ راتا یا "جاگا" کہتے ہیں۔ ہنسی مذاق کی باتیں، معصوم چھیڑ چھاڑ، ٹھٹھول اور چُہلیں رنگینیوں کو رنگین تر بنا دیتی ہیں۔

جگراتے کے گیت مخصوص نہیں ہوتے۔ نالہ پابندِ نَے نہیں ہے۔ اکثر گیت مذاقیہ ہوتے ہیں۔ فراق ملتانی شاعری کا طرّۂ امتیاز ہے۔ اُن میں بلا کی کشش ہوتی ہے۔ نوخیز دوشیزاؤں کا جھرمٹ جب ڈھولک کی تھاپ پر کورس گاتا ہے تو فضائیں مسحور ہو جاتی ہیں اور شجر و حجر جھوم جھوم جاتے ہیں۔

بھانویں جانڑیں تے بھانویں نہ جانڑیں

میڈا ڈھول جوانیاں مانڑیں

لوکاں کوڑ دے گھڑے چائے نی

بھینوال ملے دے آئے نی

بھانویں جانڑیں تے بھانویں نہ جانڑیں — میڈا ڈھول جوانیاں مانڑیں
میں تاں پانی بھریندیاں ڈولی — میکوں یار مریندا بولی
بھانویں جانڑیں تے بھانویں نہ جانڑیں — میڈا ڈھول جوانیاں مانڑیں
میں تاں پانی بھریندیاں جھک دا — میڈا یار مسافر نت دا
بھانویں جانڑیں تے بھانویں نہ جانڑیں — میڈا ڈھول جوانیاں مانڑیں
میں تاں پانی بھریندیاں پتنوں — نجیں ٹٹ نہ رہندے تکنوں
بھانویں جانڑیں تے بھانویں نہ جانڑیں — میڈا ڈھول جوانیاں مانڑیں

ترجمہ

"میرے محبوب! تم میرے بنو یا نہ بنو اللہ کرے تمہارے نصیب میں جوانی کی سب مسرتیں ہوں۔ لوگوں نے یوں ہی جھوٹے بکھیڑے کھڑے کر رکھے ہیں! محبوب کے مہینوال آئے ہیں۔ مجھے اپنا سمجھو نہ سمجھو خدا تمہیں جوانی کی مسرتیں عطا کر دے!

میں ڈول میں پانی بھرتی ہوں، اور میرا محبوب مجھ پر آواز ے کستا ہے!

محبوب! مجھے اپنا جانو یا نہ جانو، بس جوانی کی مسرتیں لوٹتے جاؤ!

میں گڑھے کا پانی بھرتی ہوں — میرا محبوب دائمی مسافر ہے۔ محبوب!

مجھے اپنا بنا لو یا نہ، بس جوانی کے نشے میں چُور رہو!

میں دریا سے پانی لاتی ہوں، بدبخت نگاہیں محبوب کو تکنے سے باز نہیں رہتیں

اے محبوب! مجھے اپنا سمجھو یا نہ سمجھو، بس جوانی میں سرشار رہو!"

کتنی سادہ سی آرزو ہے کہ اے دوست! مجھے اپنا بنا یا نہ بنا، تیری مرضی میری تو بس یہ دعا ہے کہ خدا تجھے بھرپور جوانی عطا کر دے۔ شکست خوردہ محبت

Scanned with CamScanner

اپنی آگ میں جل کر بھی اعتراف شکست نہیں کرتی ، بلکہ "میڈا ڈھول جوانیاں مانڑیں" کی آرزو بن کر ابھر رہی ہے!

جھمر ایک سادہ سا ناچ ہے، جس میں کسی خاص مہارت کی ضرورت نہیں! نوخیز لڑکیاں رنگین دوپٹے کمر سے باندھ لیتی ہیں اور دائرہ بنا کر جھمر کے بول گاتی جاتی ہیں اور ڈھولک کی تھاپ پہ زمین پر پاؤں مارتی اور ہاتھوں سے تالی بجاتی جاتی ہیں۔ جوں جوں ڈھولک کی تھاپ تیز ہوتی جاتی ہے۔ جھمر کی رفتار بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ فضائیں جھومنے لگ جاتی ہیں۔ ایک بول ملاحظہ ہو:۔

نہ بنھو پٹیاں، رَت روون اکھیاں

آمل وے ماہی ٹھڈریجن اکھیاں!

"میری آنکھوں پر پٹیاں مت باندھو، انہیں خون کے آنسو بہانے دو! آجا دوست آجا، تاکہ میری آنکھوں کو ٹھنڈک ملے!"

یہ بول گویا ٹیپ کا مصرع ہے، جو ڈھولک کی تھاپ اور گھنگھروؤں اور پازیبوں کی جھنکار پر گایا جاتا ہے۔ دم لینے کی خاطر بعض مخصوص کافیوں کے مصرعے گائے جاتے ہیں۔ مصرع ختم ہوتے ہی جھمر کا بول پھر اُسی تیزی سے دہرایا جاتا ہے۔ جس تیزی سے ڈھولک پر تھاپ پڑتی ہے۔ اس قسم کے ٹیپ کے بول یہ ہیں:۔

۱۔ اللہ جوڑ سانگے، دل تانگھ تانگھے، سجناں دا ملنا مشکل بھانگے، اللہ جوڑ سانگے!

"۱ے خدا تو سبب بنا دے، دل انتظار میں ہے، لیکن دوستوں کا

ملنا بہت ہی دشوار ہے، اے اللہ کوئی سبب بنا دے!"

۲۔ اکھیاں رودِن رَت لوکو — کیوں ڈیندے ہومت لوکو
کیچی آئے پیچ کما گئے — سسّی کوں تنہا چھوڑ سدھا گئے
ہوت پنّل کوں ہیل چڑھا گئے — ستھیاں وچ غفلت لوکو
اکھیاں رودِن رَت لوکو!
ہے ہے ستھڑی نظر نہ آندی — کیندیاں رکھساں باہنہ سرہاندی
مولا بنا دے کیچ دی باندی — لٹی ویندےن جت لوکو
کیوں ڈیندے ہومت لوکو!

"آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں، اے لوگو کیوں مجھے نصیحتیں کرتے ہو؟ کیچ کے باسی آئے اور مجھے دغا دے کر چل دیئے۔ سسّی نیند میں تھی۔ اُس کے محبوب کو اونٹ پر لاد کر لے گئے۔ اے لوگو! غفلت نے مجھے تباہ و برباد کر دیا۔ اب آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں!
ہائے مجھ تباہ حال سسّی کو کچھ نہیں سوجھتا۔ کس کے بازو کا تکیہ بناؤں گی اب؟ میرے مولا مجھے (یہاں کی بادشاہی سے) کیچ کی غلامی منظور ہے۔ ساربان مجھے لوٹ کر لے جا رہے ہیں۔ مجھے کیوں نصیحتیں کرتے ہو لوگو!"
جگراتے کا یہ مشہور گیت دیکھیے، کس طرح رسم و رواج کے دبیز پردوں میں چھپی ہوئی آرزوئیں سطحِ شعور تک آ رہی ہیں:۔

کوٹھے تے پڑ کوٹھڑا دے کوٹھے تے ٹنگدائے گھا، بھلا
عشق بٹائیاں لوڑھیاں، سوہناں تساں بنایا راہ، بھلا

کوٹھے تے پڑ کوٹھڑا دے کوٹھے تے ٹنگدی ریت، بھلا
اساں گندھائیاں مینڈھیاں سوہناں کہیں بہانے ڈیکھ، بھلا
کوٹھے تے پڑ کوٹھڑا دے کوٹھے تے ٹنگدی مکئی، بھلا
سجن ڈکھالی ڈے گیا، ہن کہیں بہانے گئی، بھلا
کوٹھے تے پڑ کوٹھڑا دے تے کوٹھے تے ٹنگدا اے گھا، بھلا
لکھ لکھ تھکیاں چھٹیاں توں کہیں بہانے آ، بھلا

ترجمہ

"عشق نے (ہمارے دل میں) سیڑھیاں بنا رکھی ہیں۔ اور تم نے اے محبوب! ان سیڑھیوں کو اپنا مقرب راستہ بنا لیا ہے۔ اے محبوب! ہم نے چوٹی گندھوائی ہے کسی بہانے سے ہمارے ان گیسوؤں پر ایک نگاہ تو ڈالو۔ ہائے ساجن نے جھلک دکھادی ہے اور اب میرا یہاں رہنا ناممکن سا ہوگیا ہے۔ پیغام بھیج بھیج کر اب تھک ہار چکی ہوں۔ اے دوست کسی نہ کسی طرح ضرور آؤ!"

ملتانی کے اکثر گیتوں کی طرح اس گیت کا بھی ایک مصرع بے معنی اور محض برائے بیت، یا برائے وزن ہے۔ ذیل میں اسی قسم کا ایک اور گیت دیا جاتا ہے جو بندش الفاظ کے لحاظ سے نسبتاً زیادہ بلند ہے۔ یہ گیت ڈھولک اور گھڑے پر گایا جاتا ہے۔ اور جھمر کے لئے زیادہ موزوں ہے، ملاحظہ ہو:۔

تیڈے کھوہ تے آئیاں ساوا نما کوں
اساں جگ لُٹیرے تساں لُٹیا ساکوں
تیڈے کھوہ تے آئیاں

تیڈے کھوہ تے آیاں ساکوں لگی گادھی
اندر بہہ کے رونواں ٻئی ہر توں ڈاڈھی
تیڈے کھوہ تے آیاں

تیڈے کھوہ تے آیاں ساکوں ڈے پٹیلا
چندڑی ہنڑ تی رنگ سادا رپیلا
تیڈے کھوہ تے آیاں

تیڈے کھوہ تے آیاں سجناں دی جھوک اے
یک ماہیۓ ڈاڈھا ڈوجھا ظالم لوک اے
تیڈے کھوہ تے آیاں

تیڈے کھوہ تے آیاں ساوے کریلے
بھوکاں لڈا ایئیں دل لگدے ویلے
تیڈے کھوہ تے آیاں

تیڈے کھوہ تے آیاں گابے پلاڈے
سجناں دا کوڑا جھگڑے ولاڈے
تیڈے کھوہ تے آیاں

ترجمہ

"اے رہزن تمکین وہوش! تم نے ہم ایسے جگ لٹیروں کو بھی ہدف نگاہ بنالیا۔ اے دوست! کنج تنہائی ہے اور میں ہوں۔ جہاں رونے کے سوا مجھے اور کوئی کام نہیں۔ آہ تقدیر کا لکھا سب سے زیادہ طاقت ور ہے دفراق یار

Scanned with CamScanner

میں) جان کھپا رہی ہوں۔ چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا ہے۔ ایک ماں باپ سخت دل ہیں، دوسرے یہاں کے لوگ بڑے ظالم ہیں۔ تُو نے بھی اے دوست! نقل مکانی اُس وقت کی، جب عشق کا تیر جگر کے پار ہو چکا تھا۔ آہ اے بے وفا دوست! اے قول و قرار کے جھُوٹے ساجن! ہمارے "چھلّے" تو واپس کر دو! میری محبت کی نشانی تو مجھے لوٹا دو!"

پرندوں کے ذریعے پیغام بھیجنا یا پرندوں سے باتیں کر کے دل کا غبار ہلکا کرنے کا دستور قدیم زمانے سے چلا آ رہا ہے اور نہ صرف پاکستان و ہند بلکہ یورپ تک کے ممالک میں اس کا رواج ہے۔ کہیں ابابیل کو مخاطب کیا جاتا ہے اور کہیں باز کو، کہیں چنڈول کو پکارا جاتا ہے اور کہیں بلبل کو۔ ہندی شاعری میں اگرچہ کبوتر، کوئل، طوطا، پنچھی اور پکھیرو سب ہی کا ذکر ملتا ہے۔ مگر قاصد کا کام صرف کوّے سے لیا جاتا ہے۔ کوّے کے متعلق عام عقیدہ یہ ہے کہ اس کا منڈیر پر آ کر کائیں کرنا کسی دوست کی آمد کی نشانی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوّے کو راز دار اور اس کی کائیں کو اچھا شگون سمجھا جاتا ہے۔ ذیل کی نظم میں کوّے کے ذریعے اپنے محبوب کو پیغام بھیجا جا رہا ہے، ملاحظہ ہو:۔

اُڈ ونج وے کانگا میڈے یار تائیں
سارا حال دل دا ونج کے سُنائیں

اُڈ ونج وے کانگا تیکوں چوری ڈیساں
سونے دے گھنگھرو تیڈے پیریں پیساں

سُن تیڈیاں گالہیں میں ہاں تے لیساں
اُڈ ونج وے کانگا میڈے یار تائیں

سارا حال دل دا ونج کے سُنائیں

تیکُوں حال کیتم ڈھولا تیڈے ماتیں   نہیں میکُوں سُجھدے زیور تے گاہنڑیں
نہ تُوں آپ آیوں ناں رُوح بکاتیں   اینویں جو لکھیاں رب دیاں رضائیں
اُڈ ونج وے کانگا میڈے یار تائیں

"اے کاگ! اُڑ جا اور میرے محبُوب تک پہنچ کر میرے دل کا سارا حال اُسے سُنا دے۔ اُڑ جا! اے کاگ! تجھے چوری دوں گی۔ اور تیرے پیروں میں سونے کے گھنگھرو ڈالوں گی اور تمہاری باتیں سُن کر (جو تو محبوب کی طرف سے کہیگا) تمہیں سینے سے لگاؤں گی۔ اُڑ جا کاگ! اور میرے محبب کو میرے دل کا حال بتا دے! دکھیا) اے دلبر! میں نے تجھے اپنا رازدار بنایا تھا، کیونکہ مجھے تم پر فخر تھا۔ مجھے اب گہنے اور زیور ذرا بھی نہیں بھا سکتے، کیونکہ تو نہیں آیا اور میرا دل بیچین ہے، آہ! رب کی رضا یہی تھی۔ اے کوّے میرے دوست تک پہنچو!"

دوہا

اُڈ ونج کالے کانگیا! تیڈی داہنہ فراق دی آندی ہے
اُلہڑے زخم نہ چھیڑوں دلبر، میکوں ٹھوکر لگدی ہاں دی ہے
موڑ مُہاراں آ گھر باراں تتی تک تک تھاراں باندھی ہے
دُور گیاں سجناں کوں میلیں تتی کونج وانگوں کُرلاندی ہے
یا رب! میل سجن میڈے، میڈی اُجڑی سیج سجلاندی ہے

"اے کالے کوّے اُڑ جاؤ! تیری کائیں کائیں سے فراق کی فریاد آرہی ہے۔ اے دلبر! زخم نہ چھیڑ! میرے دل پر سخت صدمہ گزرتا ہے۔ اے ہوت پنّوں! اب اونٹنی کی مہار اپنے گھر بار کی طرف موڑ دے۔ بدبخت سستی تیری راہ تکتے تکتے اب تھک

ہار چکی ہے۔ دُور گئے ہوئے سجنوں کو ملنا۔ کیونکہ بدبخت اب کونجوں کی طرح (غمناک آواز کے ساتھ) چیختی رہتی ہے۔ اے خدا! میرے دوست کو بلا دے، میری پھولوں کی سیج اُجڑ گئی ہے۔"

اُڈ ونج وے کانگا میڈے یار تائیں
سارا حال دل دا ونج کے سُنائیں

سب سجݨ وسدے سجݨاں دے نیڑے — ہک میں تتی کوں قسمت نکھیڑے
نہ توں آپ آیوں ناں سُدھ سنیڑے — اُڈ ونج وے کانگا میڈے یار تائیں
سارا حال دل دا ونج کے سُنائیں

اُڈ ونج وے کانگا میڈے یار تائیں — گھن سنیڑا روندی مر ویسائیں
روندی پٹیندی ڈھولا مر ویسائیں — اُڈ ونج وے کانگا میڈے یار تائیں
سارا حال دل دا ونج کے سُنائیں

"اے کوّے اُڑ جا! اور میرے دل کا حال میرے محبوب کو سُنا دے۔ سب دوست اپنے اپنے دوستوں کے نزدیک آباد ہیں۔ ایک میں بدنصیب ہوں، جسے قسمت نے جُدا کر رکھا ہے۔ اے محبوب! تُو خود بھی نہیں آیا، اور تُو نے کوئی پیغام بھی نہیں بھیجا!

اے کوّے اُڑ جا! میرے محبوب تک! میرے دل کا حال پہنچا دے، اور محبوب کی طرف سے کوئی پیغام لا دے۔ ورنہ میں بلک بلک کر مر جاؤں گی!"

اس گیت کی بحر اور وزن اگرچہ جھمر کے لئے موزوں ہے تاہم اسے صرف ڈھولک اور گھڑے پر گایا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ [illegible] گیت ہے۔

Scanned with CamScanner

سہرے

ملتانی شاعری میں وہ نظم بھی سہرا کہلاتی ہے، جس میں دولہا کے سہرے گجرے یا کھنے کا ذکر ہو۔ اور وہ گیت بھی سہرے کہلاتے ہیں جو شادی کی مختلف رسومات کے وقت یا بطور آگا، جاگا یا جگراتا (رت جگا) گائے جاتے ہیں۔ جگراتا شادی، بیاہ کے علاوہ ہر دوسری خوشی کے موقع پر منایا جاتا ہے۔ اور "آگا" کی محفلیں شادی سے پہلے منعقد کی جاتی ہیں، ان محفلوں میں جاگا وہ نشست ہے جس میں ساری رات جاگنے اور ناچ گانے میں گزاری جاتی ہے۔ شادی کی رسمیں قدیم زمانے میں تو بہت پیچیدہ ہوتی تھیں، شاید ہندوؤں کے اثر کی وجہ سے، مگر گزشتہ پچاس ساٹھ سالوں سے ان میں بہت کچھ سادگی آچکی ہے۔ دُلہن کے ہاں جو کچھ ہوتا ہے۔ اُس کا مختصر سا خاکہ اس طرح ہے کہ دُولہا کے ہاں "چندرانہ" بجتا ہے۔ دُلہن سُسرال والوں سے پردہ کرنا شروع کر دیتی ہے۔ شادی سے ہفتہ عشرہ پہلے مینڈھی کھولنے کی رسم ادا کی جاتی ہے، یہ اس طرح کہ سسرال کی عورتیں مجمع سا بنا کر دُلہن کے گھر رات کے تقریباً نَو دس بجے پہنچتی ہیں۔ ڈھولک بجاتی ہوئی اور گیت گاتی ہوئی مراثنیں، نوکرانیاں اور نائن ان کے ہمراہ ہوتی ہیں۔ منگنی کی رسم پہلے ادا نہ کی جا چکی ہو تو وہ بھی ساتھ ہی ادا کی جاتی ہے۔ یعنی کنگن اور انگوٹھی، لال رنگ کا ایک جوڑا، خشک میوہ اور مہندی کا تھال دُلہن والوں کو دیا جاتا ہے۔ پھر دُلہن پر چادر ڈال دی جاتی ہے اور اُسے سُسرال والوں کے ہاں لا بٹھاتے ہیں۔ ساس اور نندیں گوندھے ہوئے گیسوؤں کو کھولتی

جاتی ہیں، اور سر میں خوشبودار تیل ڈالی جاتی ہیں۔ جب گیسو کھل جاتے ہیں تو پھولوں کے ہار گلے میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ پھر تھوڑا سا شہد مکھن میں ملا کر دُلہن کے مُنہ میں دیا جاتا ہے اور خشک میوہ اُس کی جھولی میں ڈال دیا جاتا ہے۔ دُلہن کے پاؤں کے نیچے سوا روپیہ رکھا جاتا ہے، جسے نائن اُٹھا لیتی ہے۔ منگنی کے کنگن، انگوٹھی اور دوپٹہ پہنائے جاتے ہیں۔ لو مینڈھی جو ناکتخدائی کی نشانی تھی۔ کھُل گئی۔ اِس دوران میں مراثنیں ڈھولک کے گیت گاتی رہتی ہیں اور دُلہن کی سہیلیاں ہنسی مذاق کی باتیں کر کے دلہن کو چھیڑتی رہتی ہیں۔ مینڈھی کھُلنے کے بعد سے ڈولی کی روانگی تک دُلہن کو اندھیرے کمرے میں بند کر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اُسے سُورج بھی نہیں دیکھ سکتا۔ دولہا والوں کے ہاں سے روزانہ اُبٹنا بھیجا جاتا ہے۔ جس کے اجزا بادام، خشخاش اور زعفران ہوتے ہیں۔ دُلہن کی سہیلیاں اُسے ابٹنا ملتی رہتی ہیں اور دن بھر اُس سے چھیڑ چھاڑ کرتی رہتی ہیں۔ دُلہن کے اس طرح بند کرنے کو "مائیاں" بٹھانا کہتے ہیں۔

شادی کے دن ظہر کے وقت سسرال والے زیور اور کپڑے وغیرہ لاتے ہیں۔ جسے "وَری سُوٹی" کہتے ہیں۔ ادھر جہیز کی نمائش کی جاتی ہے۔ جب خویش و اقارب دونوں طرف کی چیزیں دیکھ لیتے ہیں تو نکاح کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ نکاح کے فوراً بعد دولہا کو زنانے میں بھیج دیا جاتا ہے۔ نائن دُلہن کو انگوٹھی پہناتی ہے اور دُلہا سے کہتی ہے اِسے اُتارو۔ پھر دولہا وہ انگوٹھی پہنتا ہے اور دُلہن اسے اُتارتی ہے۔ پھر مِٹھی کھولنے کی رسم ادا کی جاتی ہے اور اس کے بعد آئینہ مصحف کی۔ پھر سالی دُودھ کا گلاس لاتی ہے اور دولہا کو پیش کرتی ہے۔ ساتھ ہی ٹَبی پھَرتی

اور زلف کشائی

Scanned with CamScanner

سے اُس کے جوتے چُرا لیتی ہے۔ اور اُس وقت تک واپس نہیں کرتی جب تک دولہا
دس بیس روپے بطور تاوان ادا نہ کرے۔ دولہا کی بہنیں اپنے دوپٹے کا پلّو
دولہا کے دامن سے باندھ لیتی ہیں۔ اور جب تک مُنہ مانگی مُراد نہ پالیں نہیں کھولتیں۔
رسمیں ادا ہو چکتی ہیں تو سُسرال والوں کو ڈولی لے جانے کی اجازت مل جاتی ہے
دُلہن کو ڈولی میں بٹھاتے وقت اس کے ماں باپ، بھائی بہنیں، اور دوسرے قریبی
رشتہ دار اسے وداع کرتے ہیں اور گلے مل مل کر روتے ہیں۔ رخصتی گویا ایک
زندگی کی موت اور دوسری زندگی کا جنم ہے، ڈولی کے ساتھ دُلہن کی بہن، چچی،
خالہ یا ممانی بھی ساتھ آتی ہیں۔ ڈولی سُسرال پہنچتی ہے تو دُلہن دروازے کی
چوکھٹ کو پکڑ لیتی ہے اور جب تک دولہا کا باپ گائے بھینس یا نقد روپیہ نہ دے
یہ چوکھٹ کو پکڑے رہتی ہے۔ اس وقت ایک بکرے کی قربانی دی جاتی ہے
چوکھٹ پر تیل ڈالا جاتا ہے۔ دُلہن کو کہا جاتا ہے کہ وہ اپنا دایاں پاؤں پلنگ
پر رکھے، پھر ایک شیر خوار لڑکا اُس کی جھولی میں دیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے
کہ خدا اسے بھی لڑکا عطا کرے۔

دولہا کے ہاں کی رسمیں بھی کچھ اسی طرح کی ہیں۔ دولہا کا بہنوئی اس کا شہبالا
بنتا ہے اور قدم قدم پر دولہا کے ساتھ رہتا ہے۔ یہ گویا اس کا محافظ ہے
دولہا کے ہاتھ میں تلوار دی جاتی ہے تاکہ وہ آسیب سے محفوظ رہے۔ کھارے
چڑھنا، گانا باندھنا، پاؤں مار کر گھڑے کی چپنی توڑنا وغیرہ متعدد رسمیں ہیں جو
ادا کی جاتی ہیں۔ ہر موقع پر ان رسموں کے مطابق گیت گائے جاتے ہیں ــــ اور
مراثنوں، نائنوں وغیرہ کو نقدی دی جاتی ہے، جسے "ویل" کہتے ہیں ــــ گانا

باندھنے کی رسم اِس طرح ہوتی ہے کہ دولہا اور اس کے شہبالا کو مسجد کے دروازہ پر لے جاتے ہیں اور دونوں کے دائیں ہاتھ کی کلائی پر سوت رنگا تاگا باندھا جاتا ہے۔ اِس تاگے میں لونگ اور ایک لوہے کا چھلاّ پرو دیا جاتا ہے۔ گاناں بندھ جانے کے بعد سے شہ بالا دولہا کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ گاناں کسی نیک بزرگ کے ہاتھ سے بندھوایا جاتا ہے۔ اِس موقع پر جو گیت گایا جاتا ہے، وہ یہ ہے :-

بدھ گاناں بدھی آ گاناں　　　میڈا اخیر اللہ دا بدھ گاناں
تیڈے گانے کوں لانواں میں خاناں　　　تیڈی جنج سوہیسی بھین خاناں
میڈا اخیر اللہ دا بدھ گاناں
تیڈے گانے کوں لانواں گھیو خاناں　　　تیڈی جنج سوہیسی پیو خاناں
میڈا اخیر اللہ دا بدھ گاناں
تیڈے گانے کوں لانواں ڈہی خاناں　　　تیڈی جنج سوہیسی مائی خاناں
میڈا اخیر اللہ دا بدھ گاناں

" میرا "اللہ دا اخیر" گاناں باندھ، تیرے گانے کو موم لگاؤں تیری برات میں تیری بہن خوشیاں منائے گی۔ تیرے گانے کو گھی لگاؤں تیرا باپ تیری برات کی رونق کو دوبالا کرے۔ تیرے گانے کو دہی لگاؤں، تیری ماں تیری برات کا سنگار بنے" وغیرہ۔ یعنی مختلف چیزوں کے نام لئے جاتے ہیں اور ان الفاظ کے وزن پر ہر رشتہ دار قریبی کا نام لایا جاتا ہے۔

گاناں بندھ چکا تو مہندی لگانے والی آگے بڑھتی ہے اور کہتی ہے :-

Scanned with CamScanner

بسم اللہ کر کے مہندی میں لیندی ہاں ہتھ ڈلا کے سچّا
ساری ٹھر گئی ہاں ، میڈے نوشے گاناں بدھا
گاناں بدھڑا تے نوشہ لدھڑا ، ہیر سلیٹی ور لدھڑا
ساری ٹھر گئی ہاں ، میڈے نوشے گاناں بدھا
گاناں بنھیساں تے ہیر منیساں ، میڈا نوشہ سُکھاں لَدھا
ساری ٹھر گئی ہاں میڈے نوشے گاناں بدھا

"بسم اللہ کر کے مہندی لگاؤں گی، ذرا دایاں ہاتھ تو آگے کرو۔ میرا کلیجہ ٹھنڈا ہوا میرے نوشہ نے گاناں باندھا ہے۔ بڑے انتظار اور خواہشوں کے بعد تُو نے گاناں باندھا ہے، ہیر سلیٹی کو بَر مل گیا ہے۔ میرا کلیجہ ٹھنڈا ہُوا میرے نوشہ نے گاناں باندھا! میں گاناں باندھوں گی اور ہیر مناؤں گی۔ میرے نوشہ کو سُکھ چین نصیب ہو۔ میرا کلیجہ ٹھنڈا ہُوا میرے نوشہ نے گاناں باندھا!"

ادھر دولہا کو گاناں باندھا جا رہا ہے، مبارک سلامت کے غلغلے بلند ہو رہے ہیں۔ تحسین و آفریں کے ڈونگرے برس رہے ہیں۔ بتاشوں، مونگ پھلیوں، اِکنیوں دونیوں کا مینہہ برسایا جا رہا ہے اور اُدھر دلہن کو زیور اور کپڑے پہنائے جا رہے ہیں۔ مراثنیں زیوروں اور کپڑوں کا نام لے لے کر گیت گاتی جاتی ہیں۔

مثلاً :- پونہچیاں میں پیساں تے پا ٹھمکیساں، ونج کے ڈکھیساں یار سجن کوں
مدینے دا پاتی لیساں بدن کوں!

چوڑا میں پیساں تے پا ٹھمکیساں، ونج کے ڈکھیساں یار سجن کوں
مدینے دا پاتی لیساں بدن کوں!

"پونچا دناک کا کیل، پہنوں گی اور اسے چمکاؤں گی۔ اپنے ساجن کو اس کی بہار دکھاؤں گی۔ اور مدینے کا پانی جسم پر ملوں گی!"

اسی طرح مختلف زیوروں اور کپڑوں کا نام لیا جاتا ہے اور یہی ایک بول بار بار دہرایا جاتا ہے۔ اِس گیت کا آخری شعر اِس طرح ہے:-

مدینے دے راہ تے چِٹی ریتے، ونج کے پڑھوہن کلمہ شریفے
مدینے دا پانی لیساں بدن کوں، ونج کے ڈکھیساں یار سجن کوں

اِس گیت میں صرف اُن زیوروں کا نام لیا جاتا ہے جو دُلہن کو فی الواقع پہنائے جاتے ہیں۔ جن زیوروں کی کمی ہوتی ہے، یعنی جو نہ سسراں کی طرف دیے جاتے ہیں اور نہ میکے سے ملے ہیں۔ اُن کی حسرت کو اس طرح طفلِ تسلّی میں بدل دیا جاتا ہے۔

ہسّی تاں مَیں آپ گھڑ لیساں   سونا لوا ڈے لُس خاناں
لمّے ونج لائی او
لچھے تاں میں آپ گھڑ لیساں   سونا لوا ڈے لُس خاناں
لمّے ونج لائی او

یعنی ہنسلی، لچھے، چوڑیاں وغیرہ جو زیورات نہیں ہیں، میں خود بنوا لوں گی، اے میرے خان! تم بس خالص سونا منگوا دینا۔ اور اگر نہیں منگوا دو گے تو میں سمجھوں گی کہ تم نے محبت کسی دوسری جگہ لگا لی ہے۔ شاید جنوب کی طرف کسی دُور پردیس میں! اور اب:-

ستم گھوا لیسے دُور خاناں   لمّے ونج لائی او

Scanned with CamScanner

دِل دی وَیدَن ڈَس خاناں لئے ونج لائی او
تیڈی ساڈی بَس خاناں لئے ونج لائی او

"اے میرے خان! تم بے بس ہو گئے ہو، اپنے دل کی بات بتا دو!
بس اب تمہارا ہمارا رشتہ ٹوٹ گیا۔ دُور پردیس میں تم نے نئے تعلق
پیدا کر لئے ہیں!"

زیورات وغیرہ پہنا لئے گئے۔ اب دُلہن کو مہندی لگائی جائے گی۔
اور پھولوں کے ہار گلے میں ڈالے جائیں گے۔ ڈھولک کی تھاپ نے انگڑائی
لی۔ اور "پھولوں والی" ایک ہاتھ میں سہرے اور دُوسرے میں مہندی کا کٹورا لئے
ہوئے کمر کو لچکاتی ہوئی باہر آئی۔

پھُلّاں والی ارائین سہرا پھُلّاں دا پُوا
جیوی پیُو تے بھرا۔ ساڈا دل نہ رنجا۔ پھُلّاں والی ارائن

مہندی کِیں سوتی ؟ مہندی چاچے سوتی
مہندی لائی بنے، مہندی ڈاڈھی رنگی

پھُلّاں والی ارائن! سہرا پھُلّاں دا پُوا
جیوی پیُو تے بھرا، پھُلّاں والی ارائن

"پھولوں والی ارائن! پھولوں کا سہرا گلے میں ڈال دے، تیرا باپ جیتا رہے
تیرے بھائی کی عمر دراز ہو، ہمارا دل رنجیدہ نہ کر!
مہندی کو کس نے عطروں میں حل کیا ہے؟ مہندی کو چچا نے رنگین و معطر بنایا
ہے، میری دُلہن! مہندی لگا لے، یہ مہندی بہت شوخ رنگ کی مہندی ہے!"

Scanned with CamScanner

مہندی کو کس نے عطر بیز کیا۔ اس کے جواب میں ماں باپ بھائی بہن وغیرہ سب کا نام لیا جاتا ہے اور دُلہن اور اس کی سہیلیوں کے مہندی لگ جانے تک یہ گیت گایا جاتا ہے۔ یہاں دُلہن کو سجایا جا رہا ہے۔ وہاں دولہا میاں کی سہرا بندی ہو رہی ہے۔ مراثنوں کی ٹولیاں بیک آواز گا رہی ہیں:-

راج ماݨیں بنّاں

سہرا ماݨیں لاڈلا میڈا راج ماݨیں بنّاں

جے تُیں گیتیاں چُنّیاں تیڈیاں ساریاں مراداں پُنّیاں

پُنّیاں وے خوشیاں ماݨیں وے لاڈلا

راج ماݨیں بنّاں

جے توں چڑھسیں گھوڑے تیڈے جیون بھراواں دے جوڑے

جوڑے منصب ڈوڈے وے لاڈلا

راج ماݨیں بنّاں

میں ڈیواں لکھاں دی لولی شالا ساوی ہووی جھولی

جھولی تاں سو ہے وے لاڈلا

راج ماݨیں بنّاں

"سہرا تیرے نصیب ہو، میرے لاڈلے راج تیرے نصیب ہو، تیری سب مرادیں پوری ہوں، تجھے خوشیاں نصیب ہوں اور تیرے بھائیوں کے جوڑے جیتے رہیں۔ تیرے منصب زیادہ ہوں، تیری جھولی ہری بھری رہے!"

اس دُعائیہ گیت کے فوراً بعد لے بدلتی ہے اور دُولہا کی پوشاک کا

Scanned with CamScanner

گیت شروع ہو جاتا ہے :-

سجناں کنوں دلیں چوڑگیاں   چوڑیاں چوڑیاں چوڑگیاں

سجناں کنوں دلیں چوڑگیاں

ٹِکا ماہی کوں سوہنڑاں پیا لگدے   طرہ مچڑ ینیدی بناں رہ گیاں

سجناں کنوں دلیں چوڑگیاں

چولا ماہی کوں سوہنڑاں پیا لگدے   گلا بنٹر ینیدی بناں رہ گیاں

سجناں کنوں دلیں چوڑگیاں

بوہنا ماہی کوں سوہنڑاں پیا لگدے   گھنگھٹ بنیدی بناں رہ گیاں

سجناں کنوں دلیں چوڑگیاں

گنگی، مندری، جتی وغیرہ کے الفاظ بدلتے جاتے ہیں اور آخری مصرع اس طرح ادا کیا جاتا ہے :-

کئی تاں وِسُوں سوہنڑاں پئے گیاں   سجناں کنوں دلیں چوڑگیاں

اب برات روانہ ہوتی ہے۔ اونٹوں کی قطار میں رنگین پردوں سے ڈھکے ہوئے کجاوے، قطار کا پہلا اونٹ چاندی کے زیوروں سے لدا ہوا، اور باقی اونٹوں کے گھٹنوں کے ساتھ گھنگھرو بندھے ہوئے عجب بہار دکھا رہے ہوتے ہیں۔ ڈھول باجے، شہنائیاں، نفیریاں، قافلے کے آگے آگے اور ڈھولک پارٹی قافلے کے درمیان میں سہرے گاتی اور جھمریں لگاتی چلی جا رہی ہے۔ اس وقت کے سہرے اور بول یہ ہیں :-

نیلی دیاں واگاں موڑ، شالا جینویں، ستار اتیڈٖا زور

توں جینویں میڈا اللہ د سایا　　توں جینویں چنگے ماپیوں جایا

نیڑے نیڑے وتیں ہووی بول سوایا، دے توں جینویں ستارا تیڈا ازور

توں جینویں میڈا اچھل کھنک دا　　صدقے تیڈی ٹور لٹک دا

توں جینویں،　　ستارا تیڈا ازور

توں جینویں میڈا اپتر لہندا　　شربت پلیاں کھیر تے کھنڈ دا

توں جینویں　　ستارا تیڈا ازور

توں جینویں میڈا الائی دیاں جھمکاں　　پروں سنجاتم تیڈیاں لنگی دیاں دھمکاں

توں جینویں　　ستارا تیڈا ازور

توں جینویں میڈا موتی دا داناں　　ہتھ وچ نمبر دتے لال کماناں

دے توں جینویں　　ستارا تیڈا ازور

نیلی دیاں واگاں موڑ، شالا جینویں!

وسدا! نیلی بدھی ہئی ڈری نال　　تیڈی وری سُہنیاں زری نال

نیلی دیاں واگاں موڑ!　　شالا جینویں ستارا تیڈا ازور!

وسدا! گھوڑی بدھی ہئی طاق　　توں ہیں جمدیوں چالاک

نیلی دیاں واگاں موڑ، شالا جینویں ستارا تیڈا ازور

وسدا! پار دا اگڑ ہے میٹھڑا　　جن ماہ خوشی دا ڈیٹھڑا

نیلی دیاں واگاں موڑ، شالا جینویں ستارا تیڈا ازور

وسدا! نیلی کوں ڈے چا ڈالا　　تیڈے دشمناں دا منہ ہے کالا

نیلی دیاں واگاں موڑ، شالا جینویں ستارا تیڈا ازور

Scanned with CamScanner

مرزا صاحباں کے عشق کی داستان میں مرزا کی گھوڑی کا نام نیلی بیان کیا گیا ہے
اب ہر خوبصورت اور بہادر، یا تیز رفتار گھوڑی کو نیلی کہتے ہیں۔ اس گیت میں، جو
برات کی مسافت کے اعتبار سے قدرے طویل ہے۔ دولہا کی قصیدہ خوانی کی
گئی ہے۔

" تیری عمر دراز ہو، اپنی گھوڑی کا رُخ ہمارے شہر کی طرف موڑ دے،
تیرے بخت کا ستارا عروج پر ہو۔ تو گیندے کے پھول کی طرح خوبصورت
ہے۔ میں تیری " لنکیدار " چال پر واری جاؤں۔ تیری عمر دراز ہو۔ تو
ماں باپ کا لاڈلا ہے۔ میں تجھے دُودھ اور کھانڈ کا شربت پلاؤں گی۔
تو " لائی " کی پتلی پتلی شاخوں کی طرح نازک اندام ہے۔ میں نے دُور سے
ہی تیری ریشمی لُنگی کی شان و شوکت دیکھ کر تجھے پہچان لیا تھا۔ تو جیتا
رہے میرا موتی کا دانہ! تیرے ہاتھ میں لال رنگ کی کمان ہے، اور
خوبصورت انگوٹھی۔ تو آباد رہے، تو نے اپنی نیلی کو دریچے کے
ساتھ باندھا ہے۔ تمہاری " وری سوئی " زرتار اور زری کی ہوگی۔ تو
آباد رہے۔ تو بچپن سے ہی چالاک تھا۔ خوشیوں کا چاند چڑھا ہے
خدا کرے تیرے دُشمن ناکام و نامراد ہوں۔ تیرا ستارہ عروج پر ہو!"

برات اب دُلہن کے گاؤں کے قریب آ چکی ہے۔ برات کے استقبال
کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ مراثنوں نے تان باندھی اور حسب موقع یہ سہرا گانا شروع کر دیا:

وریڑھے جنج بنرے دی آئی ہے ‏   سارا لوک اللہ دا سیہا ہے

سارا لوک ڈیند اودھائی ہے

حیاتی ہووی، پار کپیندیاں کا نہیں   تیڈی ڈُنی کوں نیلیاں بانہیں

ویڑھے جنج بنڑے دی آئی

حیاتی ہووی، پار کپیندے کا نے   وجن ڈھول تھیسن شدمانے

ویڑھے جنج بنڑے دی آئی

حیاتی ہووی ریڑھ پتھر دا چِدّا   ساڈا مُرشد آسی سِدّا

ویڑھے جنج بنڑے دی آئی

حیاتی ہووی، پی مُنجھیں دا کھیر   تیڈی مدد حضرت پیر

ویڑھے جنج بنڑے دی آئی

حیاتی ہووی گھوڑی تے رکھ ہنّاں   تیڈا دُشمن ویندے بھنّاں

ویڑھے جنج بنڑے دی آئی

حیاتی ہووی کھا جوار دے پھلّے   تیں تے چھتر نبیؐ دا جھلّے

ویڑھے جنج بنڑے دی آئی

اس گیت میں آدھا مصرع صرف برائے وزن ہے۔ "تیری عمر دراز ہو میں تیری دُلہن کو ہاتھی دانت کی چوڑیاں پہناؤں گی۔ اب برات دُلہن کے گاؤں کی حدود میں آ پہنچی ہے۔ ڈھول اور شادیانے بجیں گے۔ ہمارا مُرشد متوجہ ہوگا۔ اور تیری مدد کو حضرت پیر پہنچے گا۔ اب تو گھوڑی پر زین رکھ دے۔ تیرا دُشمن بھاگا جا رہا ہے۔ تجھ پر نبیؐ کے جھنڈے کا سایہ ہو۔"

ادھر استقبالیہ ٹولی پُر شوق اور مسرور نگاہوں سے برات کو دیکھ رہی

Scanned with CamScanner

تاراچن بدلی کوں ہل وے — ساڈا ارل کے وسن تے دل وے
حیاتی ہووی آون دی کر کائی — اساں پھلاں دی سیج وچھائی
گھوٹ خوشی دے نال ہنڈائی — تاراچن بدلی کوں ہل وے
حیاتی ہووی آیوں تھل دے راہوں — تیکوں سوبھ ڈھی درگاہوں
گھوڑا تیر کمان ہے شاہوں — تاراچن بدلی کوں ہل وے
حیاتی ہووی آن تھلاں وچ تلکن — گھوڑے ہنڑ کن سانگاں چمکن
سانگاں نال زنجیر پئے چھنڑکن — تاراچن بدلی کوں ہل وے
حیاتی ہووی چن بدلی کوں آ — مراداں ڈیکھی پیو تے ما
ویلاں ڈیون بھین بھرا — تاراچن بدلی کوں ہل وے

"چاند ستارے ملکۂ ابر سے ہم آغوش ہو رہے ہیں۔ ہمارا بھی اب مل جل کر آباد ہونے کو جی چاہتا ہے۔ آؤ جلدی آؤ۔ آؤ ہم نے تمہارے لئے پھولوں کی سیج بچھائی ہوئی ہے۔ یہ سیج ہمارے دولہے کی خوشیوں کی سیج ہے۔ تو ریگستانی راستوں سے آیا ہے۔ تجھے درگاہِ خداوندی سے خوشی عطا ہوئی ہے۔ تجھے گھوڑا اور تیر کمان بادشاہ کی طرف سے بطور عطیہ ملا ہے۔ تیرے گھوڑے ہنہنا رہے ہیں اور تیرے
چمک رہے ہیں۔ تیرے کے ساتھ زنجیریں بھی جھنجھنا رہی ہیں۔
تیرے ماں باپ تیری مرادیں دیکھیں اور تیرے بہن بھائی تجھ پر نقدی نچھاور کریں۔ چاند ستارے ملکۂ ابر سے ہم آغوش ہو رہے ہیں۔"

استقبالیہ ٹولی یہ گیت گاؤں کے باہر گا رہی ہے۔ دلہن کے پاس سہیلیوں کا جمگھٹ

Scanned with CamScanner

ہے۔ گھڑا سجایا جا رہا ہے، اور ڈھولک پر یہ دُعائیہ گیت گایا جا رہا ہے:-

اے سُہاگ نازو والا | ایہو والا نی سیّو والا
بابُل جیوی تاں ارتھاں والا | سُوہرا جیوی گوگڑ والا
ڈیر جیوِن نیں تاں چوٹیاں والے | گھوٹ جیوی تاں وَنجن والا

اے سُہاگ نازو دا والا

بی بی پیندی ہے چار چھیلاں | میڈا نوشہ پاوے مُندریے
توں وت نازک کُڑی ہے | ٹھُرن سا ڈے دیدے
بی بی پیندی ہے چار چھیلاں | میڈا نوشہ پاوے انگوٹھی
توں وت نازک کُڑی ہے | اے کیڑھی گالھوں روٹھی
بی بی پیندی ہے چار چھیلاں | میڈے نوشے دا گلوبند
توں وت نازک کُڑی ہے | نوشہ تیڈا اچولی دا بند

اے سُہاگ نازو دا والا

ایہو والا نی سیّو والا

"یہ میری ناز بھری البیلی کا سہاگ ہے۔ تیرا جہیز دینے والا باپ زندہ رہے، تیرا اَنو ندو والا سسر جیتا رہے۔ تیرے لمبے لمبے بالوں والے دیور جیتے رہیں۔ تیرے دولہے کی عمر دراز ہو جس نے تیرا بنج کیا ہے یہ میری ناز بھری البیلی کا سہاگ ہے!

دُلہن نے چار چھلیں پہن رکھی ہیں اور دولہا نے سنہری انگوٹھی!

تُو بہت نازک دلہن ہے۔ تمہیں دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی

ہیں۔ مُنہ سے کیوں نہیں بولتی۔ کس بات پر تو ہم سے روٹھ گئی ہے
تیرا دولہا تیری چولی کا بند بنا رہے گا!"

لیجیے، برات دلہن کے دروازے پر پہنچ گئی۔ دلہن والے دولہا والوں کی آؤ بھگت میں لگ گئے ہیں۔ نوکر چاکر، گھوڑوں کی لگامیں اور اونٹوں کی مہاریں پکڑ رہے ہیں۔ چارپائیاں بچھائی جا رہی ہیں۔ حُقّے بھرے جا رہے ہیں۔ شربت اور لسّیاں پلائی جا رہی ہیں۔ دوڑ دھوپ اور بھاگم بھاگ نے چہل پہل پیدا کر دی ہے۔ دولہا میاں کو گھر کے آنگن میں بلایا جا رہا ہے۔ دونوں طرف سے بادام اور بتاشوں کا مینہہ برسایا جا رہا ہے۔ مراثن ڈھولک پر گیت گاتی ہے ابتدا دوہے سے ہوتی ہے:۔

دوہا

تیکوں ہووے مبارک نوشہ بنرا تیڈے ہتھ بگناں دا گاناں
مہندی رتّے ہتھ دی قلم دے تیڈا اللہ کوں خصماناں!
تیڈیاں سہریاں رِم جھم لائی ہے میڈے رنگلے گھوٹ جواناں
آپ ای جیویں شالا ساتھ دی جیوی شالا قائم رہی شدماناں

ڈھلک ڈھلک ویڑھے آئیں میڈا ایار
سہریاں والا میڈا نوشو بَنرا!

تُوراں پریاں سہرے گانون وار و واری ویلاں پانون
میں گھر پھیرا پادیں میڈا ایار سہریاں والا نوشو بَنرا!

Scanned with CamScanner

نوشہ بنڑا سہریاں والا — ماڈیں جوانی اصل دو خالا

میں گھر پھیرا پانویں میڈا یار — سہریاں والا میڈا نوشو بنڑا

میں مشتاق دیدار تیڈے دی — کیا سج دھج ہے یار میڈے دی

مُرخ توں گھونگھٹ اٹھاویں میڈا یار — سہریاں والا میڈا نوشو بنڑا

"میرے البیلے سجیلے دولہے۔ تمہیں نیک شگون "کا گانا" جو تمہارے ہاتھ پر بندھا ہُوا ہے، مبارک ہو! مہندی سے رنگے ہوئے ہاتھ ظلم ڈھارہے ہیں۔ تجھ پر اللہ کا سایہ ہو۔ تمہارے سہرے نے رِم جھم لگا رکھی ہے۔ اے میرے رنگیلے بانکے جوان! خدا کرے تم جیتے رہو۔ اور تمہارا رفیق حیات بھی جیتا رہے۔ تمہاری شادمانیاں تا ابد قائم رہیں۔

ٹھمک ٹھمک کر صحن میں قدم رکھو، اے میرے سہروں والے البیلے دولہے!

حوریں اور پریاں تمہارے سہرے گا رہی ہیں۔ اور باری باری تم پر سے قربان ہو رہی ہیں۔ میرے گھر میں قدم رکھو میرے البیلے دولہے! تیری بے داغ جوانی تجھے مبارک ہو۔ میں تیرے دیدار کی مشتاق ہوں۔ میرے دوست کی کیا عجب سج دھج ہے۔ اب تو مُرخ سے گھونگھٹ ہٹاؤ۔ میرے سہروں والے بانکے دولہے!"

اب کھانے کا وقت ہو گیا ہے۔ دالانوں میں چاندنیاں بچھ رہی ہیں۔ شامیانے لگ رہے ہیں اور مہمانوں کی ٹولیاں درجہ بدرجہ بٹھائی جا رہی ہیں۔

Scanned with CamScanner

میں تاں لیّیں شگر ونڈی، توں راج مانئیں بنّاں

جے بنّاں تَیں پیتی لسّی، حیاتی ہووی وے
تیڈی بَنری دے گل ہسّی، توں راج مانئیں بنّاں
تے ہسّی دل کھسّی وے، توں راج مانئیں بنّاں

"اگر تو پُل پر سے آیا ہے تو درگاہِ ایزدی سے تجھے مسرّت عطا ہوئی ہے، تُو ہمیشہ راج کرے۔ اگر تُو نالہ عبور کر کے آیا ہے توجان لے کہ بسّی ایسی خوبصورت دُلہن تیرے پہلُو میں آئے گی۔ اگر تُو نے جنڈی کے درخت کی شاخ کاٹی ہے تو تیں نے مٹھیاں بھر بھر کر شکّر بانٹی ہے۔ اگر تُو نے لسّی پی لی ہے توجان لے کہ تیری دلہن کے گلے میں ہنسلی ہوگی۔ اور ہنسلی نے تو ہمارا دل چھین لیا ہے۔"

دُلہن کو ڈولی میں بٹھا دیا گیا اور ساری فضا بدل گئی۔ ماں، باپ، بھائی بہن دھاڑیں مار مار کر رو رہے ہیں۔ ایک ایک کر کے دلہن سے گلے ملتے ہیں اور اسے الوداع کہتے ہیں۔ اِس المناک تبدیلی کو قابلِ برداشت بنانے کے لئے مراثن حسبِ حال ایک گیت چھیڑ دیتی ہے۔

اماں نی اماں میں تاں دھی پیاری ہائیں!
میں تاں ڈولی دے وچ نہ بہسائیں۔ اماں نی اماں

میڈی ڈولی کوں پئے گیاں تندوں
میٹے کر کر دیندے نی ہنجوں

اماں نی اماں میں تاں دھی پیاری ہائیں
میں تاں ڈولی دے وچ نہ بہسائیں

اماں نی اماں

Scanned with CamScanner

میڈی ڈولی کوں چاون آئے نی — میڈے روندے حق ہمسائے نی

اماں نی اماں میں تاں دھی پیاری ہائیں — میں تاں ڈولی دے وچ نہ بہسائیں

اماں نی اماں

میڈی ڈولی کوں پئے گیاں ڈانواں — میڈیاں روندیاں بھینٹیں تے ماںواں

اماں نی اماں میں تاں دھی پیاری ہائیں — میں تاں ڈولی دے وچ نہ بہسائیں

اماں نی اماں

" ماں ری ماں! میں تو تمہاری پیاری بیٹی تھی۔ میں اِس ڈولی میں نہ بیٹھوں گی۔ مجھے کیوں اپنے سے جدا کرتی ہو!

میری ماں! میری ڈولی میں رسیاں باندھ دی گئی ہیں۔ اور میرے آنسو ٹپ ٹپ گر رہے ہیں۔ میں تو تمہاری پیاری بیٹی تھی۔ اب کیوں مجھے گھر سے نکال رہی ہو۔

میری ڈولی میں رستے ڈال دیئے گئے ہیں۔ خدا میرے ماں باپ کے گھر آباد رکھے۔ خدا حافظ میری پیاری امی! اب میری ڈولی کے اٹھانے والے (کہار) آ گئے ہیں۔ اور میرے ہمسائے تک میری جدائی کے غم میں رو رہے ہیں۔ اماں! کیا میں تمہاری بیٹی نہیں تھی؟ لو، اب میری ڈولی میں بانس بھی ڈال دیا گیا۔ میرے بہن بھائی زار و قطار رو رہے ہیں۔ کیوں میری پیاری اماں۔ مجھ سے کیوں اب تمہارا پیار نہیں رہا۔ میں تو اس ڈولی میں نہ بیٹھوں گی!"

دلہا کی مراثنیں وقت کی نزاکت کا احساس کر لیتی ہیں اور ایک ایسا گیت

گانا شروع کر دیتی ہیں۔ جس میں مزاحاً یہ کہا جاتا ہے کہ دلہن کی پیاری اماں نے اُسے جہیز وہیز کچھ بھی نہیں دیا۔ اِس وجہ سے دُلہن جانا نہیں چاہتی۔ اِس گیت سے پھر فضا بدل جاتی ہے اور ڈولی اُٹھالی جاتی ہے۔

امّاں تاں میکوں ڈاج رچایا، تھالی مُنگر ڈِتس بھنّاں
میں کینویں گھر ونجاں
میں تاں نہیں ویندی اے میڈی راجݨ امّاں!
امّاں تاں میکوں ڈاند چاڈِتا، ڈاند ڈِتس سنگھ بھنّاں
میں کینویں گھر ونجاں
میں تاں نہیں ویندی اے میڈی راجݨ امّاں
امّاں تاں میکوں گاں چا ڈِتی۔ ستھݨ دت بکھ چنگاں
میں کینویں گھر ونجاں
میں تاں نہیں ویندی اے میڈی راجݨ امّاں
اے ڈ ہاڑا ڈاڈھا چنگاں، ڈے ڈولی گھر ونجاں
اے راجݨ امّاں

• اماں نے مجھے جہیز دیا ہے ٹوٹی ہوئی تھالی اور ٹوٹا ہوا کٹورا میں کیسے اپنے نئے گھر میں جاؤں۔ میں تو نہیں جاتی اے میری رانی امّی!
اماں نے مجھے جہیز میں بیل بھی دیا ہے، مگر واہ واہ اس کے تو سینگ بھی ٹوٹے ہوئے ہیں۔ میں کس مُنہ سے اپنے گھر جاؤں۔ میں تو نہیں جاتی اے میری رانی ماں!

Scanned with CamScanner

اماں نے مجھے گائے بھی عطا کی، مگر گائے کا تو صرف ایک ہی تھن اچھا

ہے۔ میں نہیں جاتی اپنے گھر میں۔ کیسے جاؤں میری رانی امی!

ہاں! یہ دن بھی کیا خوب دن ہے۔ اچھا، اب ڈولی اُٹھنے دو،

خدا حافظ میری رانی اماں! اب گھر جانے دو!"

ڈولی ماں باپ کے گھر سے باہر آئی اور پھر وہی شادیانے بجنے شروع ہوئے۔ اب پہلے سے زیادہ جوش و خروش ہے۔ جھمریں لگ رہی ہیں۔ چھیڑیاں بج رہی ہیں۔ دھریں لگ رہی ہے اور ہر طرف سے شور و غوغا ہے۔ مسرتوں کی بارش ہو رہی ہے، اور بچے بچے کی آنکھوں میں خوشیاں ناچ رہی ہیں۔ گائنوں نے پھر دولہے کا استقبال کیا:

میڈا دِلیں دا نوشہ آیا　　　آیا تے رنگ لایا

میڈا دِلیں دا نوشہ آیا

بنرا ڈولی گھن گھر آیا　　　آیا تے اللہ رنگ لایا

میڈا دِلیں دا نوشہ آیا

اُٹھاں دے گل گانیاں　　　گھوڑیاں دے گھمکار

آئے دا ہول سوایا　　　میڈا دِلیں دا نوشہ آیا

سہریاں والا بنرا جیوے　　　جیوے تے لکھ تھیوے

رنگیلا بنرا آیا　　　میڈا دِلیں دا نوشہ آیا

میڈے بنرے دے ہتھ تلوار　　　جن چڑھیں تاں فتح یار

کڈا نہہ نہ آنویں ہار　　　میڈا دِلیں دا نوشہ آیا

"میرا دل پسند نوشہ آیا ہے۔ اسے اللہ نے اپنی رحمت میں رنگ دیا

ہے۔ یہ ڈولی گھر لایا ہے اور اس دھوم دھام سے لایا ہے، کہ اونٹوں کے گلے میں پھندنوں والے ہار ہیں اور گھوڑوں کے زیور چھنک رہے ہیں۔ خوش آمدید! تیرا آنا مبارک! میرا سہروں والا "بنرا" جیتا رہے، اور پھلے پھولے — میرے دولہا کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ جس طرف چڑھائی کرے، فتح اس کی کنیز ہو، اور کبھی ہار کر نہ آئے!"

برات بڑے تزک و احتشام سے دولہا کے گھر اترتی ہے۔ رنگین محفلیں ایک بار پھر منعقد ہوتی ہیں۔ اور مخمور الہڑ جوانیاں شمع اور نگاہ پر ایک بار پھر بھرپور وار کرتی ہیں۔ ان محفلوں میں جو گیت گائے جاتے ہیں وہ خاص رسمی گیت نہیں ہوتے بلکہ ایسی مزاحیہ کافیاں ہوتی ہیں جو دراصل گانے والے کے اپنے دل کی شکست کی آواز ہوتی ہیں۔ ان کا ذکر آگے چل کر آئے گا۔

Scanned with CamScanner

پیش کریندااں:

ء ستّ سالوں سجن ٹِردھا یا
بِر سنجڑے سوُل ستا یا
تتڑی کلھڑی ترپڑی مُلڑی
سانگ ہجر دی رُلڑی
جندڑی جُلڑی، دلڑی گڑدی
لگڑی سبھا ہ گُلڑی
پیڑا وَلڑی۔ نیڑے گھلڑی
تِل تِل پُور پَرا یا

ء کجلہ پایم۔ سُرخی لایم
کیتم یار وِسارا
گانگ اُڈیندیں عمر وِہانی
آیا نہ یار پیارا

ء اساں سَو بدمست قلندر ہوں
کڈیں مسجد ہوں کڈیں مندر ہوں
کڈیں چور بنڑں کڈیں چار بنڑں
کڈیں فسق فجور دے اندر ہوں

کیفیّت یہ ہوتی ہے کہ ع

یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

اور واقعی یہ ہوتا بھی "مے خانہ" ہی ہے۔ جہاں نہ صرف مے پندار کے خم لنڈھائے جاتے ہیں بلکہ جہاں امارت و نخوت کے سبُو ٹوٹتے ہیں۔ جہاں فخر اور غرور کے بُت پاش پاش ہوتے ہیں۔ اور جہاں پابندِ رسُوم و قیود قسم کی حیا کے پردے چاک ہوتے ہیں۔

دانۂ روئیدہ تہ سنگ

دیکھیے ذیل کے گیتوں میں وہ جذبات جنہیں "دانۂ روئیدہ تہ سنگ" کہنا چاہیے۔ کس بے باکی سے اُبھرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔

دوہا

بھلاوے دا ہا واندھارہ ہیں ہُنڑ پانی کون بھریندا
چھوٹا پوچ گنواریاں دا پیا زور پباں تے ڈیندا!
بھلاوے دا ہا واندھارہ ہیں ہیرڑھ ملے تے واندھی
پئے جنہاں دے چار کبیرے گا لھا نہاں دی بھاندی

ہ

وِدی گوُلاں تاں ڈُر کوئینیں

کالا بوچھنڑ وِچھا کھڑی آں   اُتے دلبر سما کھڑی آں
ماراں ہکلاں کیتے بجانی   وِدی گوُلاں تاں ڈُر کوئینیں

Scanned with CamScanner

مستی نے اِنگ چالانواں سوہناں اکھیاں کجل پانواں
وچالے جگدے بکیس دیاں گاہیں ہلیاں تاں ڈبد کوئنیں

دوہا

دیرا شہر عجب سُنیندا آن تھیاں شاہ پریاں
ساڈے سہے ہار حسیلاں خواجے دھاوَن چلیاں
دیرا شہر عجب سُنیندا تے واہ دیرے دے کوچے
ہیر سیالن پینگھ اُڈائی جھنگ سیالن جھوٹے

سڑیاں سنریاں کما گئیاں جوانیاں ڈھل سدھا گئیاں
ہتھیں چھلڑے پیریں کڑیاں تھا مچلیاں تاں ڈبد کوئیاں
جیڑھیاں راتیں ماہی آوے ستارا ڈھل سدھا جاوے
ڈھولا جھولی ستا ہووے جے ڈینہہ اُبھرے تاں ڈر کوئینیں

ترجمہ

"بھلا اے دریا! تو بہتا رہ۔ کون اب پانی بھرے گا؟
جوانی کے جوش میں کنواری لڑکیاں پاؤں کے پنجے
پر زور دے کر چلتی ہیں۔
بھلا اے دریا تو بہتا رہ! منجدھار جنوب کی طرف
بہہ رہی ہے۔ جن کے پاس چار کوڑیاں ہیں لوگ ان ہی
کی بات سنتے ہیں۔"

"میں نے پلنگ پر کالا دوپٹہ بچھا دیا ہے۔ اور تصور میں اپنے دلبر کو

اس پر سُلا دیا ہے۔ اب چلّا چلّا کر کہتی پھرتی ہوں، میرا دلبر کہاں ہے؟
اب اگر دربدر اس کی تلاش میں ماری ماری پھروں تو اس میں ڈرنے کی
کونسی بات ہے۔ مِسّی لگاؤں، مانگ نکالوں، خوبصورت آنکھوں
میں کاجل لگاؤں تو دُنیا مجھ بیکس کے متعلق خواہ مخواہ کی باتیں مشہور
کر دیتی ہے۔ مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔"

"سُننے میں آیا ہے کہ ڈیرہ عجیب شہر ہے۔ وہاں اس
شہر میں کچھ رشہ پریاں اُتریں۔ سبز اور سُرخ دوپٹے، ہار
اور حمائلیں پہنے ہوئے دریا کے کنارے نہانے چلی ہوں
ڈیرہ عجیب شہر ہے اور کیا خوبصورت اس کے کوچے
ہیں۔ ہیر سیال نے پیپل میں جھولا ڈلوایا۔ مگر جھنگ
کی سیالوں نے اس کے مزے لُوٹے!"

"سبزیاں سب جل کر کملا گئیں۔ جوانیاں ڈھل گئیں اور رخصت ہو
گئیں۔ میرے ہاتھ میں اگر ابھی تک محبوب کے دیئے ہوئے چھلّے
اور پیروں میں یاد کے دیئے ہوئے کڑوں کا تحفہ ہے تو کیا ڈر ہے
"قضا کار" بھول گئی ہوں۔

جن راتوں میں محبوب آیا کرتا تھا رستارے ڈوب جایا کرتے
تھے۔ اب اگر محبوب میری آغوش میں سویا رہے اور دن نکل آئے
تو اس میں کیا خوف ہے"!

Scanned with CamScanner

بُوٹا ہلے وے چُھلے

بُوٹا ہلے وے چُھلے   سوہنڑیں جندڑی جُھلے
چوری چوری نہ توں نس   سارا جگ نہ کھلے
بُوٹا ہلے وے چُھلے

سِر تے ماہی دے پنج رنگ چیرا   جوڑیاں دا عجب سنگار
بُوٹا ہلے وے چُھلے

اکھیں ماہی دیاں مارن تیر   کجلے دی ڈیکھو دھار
بُوٹا ہلے وے چُھلے

رانجھو گیا ہے کلور   تیڈے عشق دی منزل دُور
بُوٹا ہلے وے چُھلے

رانجھو گیا ہے پار   کیتی آندے دِل دا وار
بُوٹا ہلے وے چُھلے

اساں پردیسی آئے ہیں   سانوں قسمت نال
بُوٹا ہلے وے چُھلے

ترجمہ

"جس طرح پودا لہلہا رہا ہے، اُسی طرح میری پیاری زندگی بھی جھول رہی ہے۔ محبوب! تم چوری چھپے فرار نہ ہونا۔ اس طرح سارا جگ ہنسے گا۔

میرے دلبر کے سر پر پنج رنگا چیرا (پگڑی) ہے۔ اس کے لیے

Scanned with CamScanner

لمبے بالوں کا عجب ... کار ہے۔ محب ... آنکھیں ... پلاتی ہیں

اور ذرا کاجل کی تیز دھار تو دیکھو!

میرا محبوب کلور کی طرف گیا ہے۔ اے محبوب ... سے عشق

مگر ... ابھی دُور ...

میرا محبوب دریا پار کے ملاحے ہیں پیا ہے۔ اس نے دلوں کے

...نے کا پیشہ اختیار کیا ہے۔ اے ... لے سلونے محبوب!

پردیسی ہیں اور تمہارے شہر میں ہیں قسمت ... ہے!"

میڈا ڈھول

میڈا ڈھول گیا دل کھس وے ... ن ڈیوے ہا...

میڈا ڈھول گیا دل کھس وے

چھوٹے ٹن وچ یار ... ٹکڑی کا سچ نہ اصلوں آ...

دل کھس کے گیا ماہی نس وے میڈا ڈھول گ... کھس وے

میں ... پی گرلاندی ہاں پیو ماکوں مُوا نہ بھاندی ہاں

نہیں دل ہن ... بس وے میڈا ڈھول ... کھس وے

سانڈے یار کیتی ہے تیاری تتی ریہے ... منزل بھاری

... تیاں دے وچ گھ... میڈا ڈھول گیا دل کھس وے

کوئی آن ڈیوے ... وے

میڈا ڈھول گیا دل ...

Scanned with CamScanner

ترجمہ

"میرا محبوب میرا دل لوٹ لے گیا۔ کوئی میرے محبوب کی خبر مجھے لا دے۔ میں نے چھوٹی سی عمر میں عشق لگا لیا۔ سُکھ کی سیج مجھے آج تک نصیب نہیں ہو سکی۔ محبوب مجھ سے میرا دل چھین کر اب روپوش ہو گیا ہے۔ میں تن تنہا دھاڑیں مار مار کر فریاد کرتی رہتی ہوں۔ ماں باپ تک کو نہیں بھاتی۔ مگر مجبور ہوں، کیا کروں؟ دل اپنے بس میں نہیں ہے۔ میرا محبوب میرا دل مجھ سے چھین لے گیا ہے۔

میرے دوست نے سفر کی تیاری کر لی ہے۔ گرم ریت اور بھاری منزل۔ میرے پاؤں کے تلوے زخمی ہو چکے ہیں۔ کوئی میرے محبوب کی خبر مجھے لا دے۔ میرا محبوب میرا دل چھین لے گیا ہے!"

میڈا اکملا ویلا

ایک ملا جلا کورس اور سولو گیت ملاحظہ ہو، جس میں ٹیپ کا مصرع کورس میں یعنی مل کر گایا جاتا ہے۔ اور باقی مصرعے سولو یں اکیلے گائے جاتے ہیں۔

ہٹیں ہٹیں لائی، لا کے وسنجائی۔ باغاں دا کیلا۔

میڈا اکملا ویلا

میں اٹھاں وے ڈھولا ڈلاہ تے، ڈیوا بال رکھاں خنگاہ تے

منّاں مَنتاں تیڈیاں نی ــــــ باغاں دا کیلا۔ میڈا اکملا ویلا

میں باغاں تے ڈھولا رہی   میں تاں رو رو کملی ہوئی
میں تاں دیداں لائیاں نی ـــــــ باغاں دا کیلا، میڈا کملا ویلا
چن ڈِٹھا ہے ماہ رمضان دا   میں صدقے تیڈی جان دا
رُکھے روزے نی ـــــــ باغاں دا کیلا، میڈا کملا ویلا

ترجمہ

"ابھی ابھی تو تم نے میرے ساتھ محبت لگائی ہے اور لگاتے ہی توڑ دی۔ واہ میرے باغوں کے کیلے۔ ہائے میری نادانی کا زمانہ!
میں یہاں ہوں اور محبوب مغرب کے علاقے میں ہے۔ پیر فقیر کی خانقاہ پر دیا جلا رکھوں گی۔ تیرے آنے کی منتیں مانوں گی!
میں یہاں ہوں اور میرا محبوب صحرا میں ہے۔ میں رو رو کر دیوانی ہو گئی ہوں۔ میں نے تیری راہ پر نگاہیں بچھا رکھی ہیں!
رمضان شریف کا چاند نظر آیا۔ میں قربان جاؤں۔ تمہاری جان پر تم نے روکھی روٹیاں کھا کر روزے رکھے ہیں۔ اے میرے باغوں کے کیلے!"

جھُمر کے گیت

میل کے گیتوں کی فہرست خاصی طویل بنائی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اس میں ہر قسم کی کافیاں، دوہے، ماہیے، ڈھولے، چھلے اور ٹپے آتے ہیں۔ گر چھلے اور ماہیے یا اس قسم کی دوسری نظمیں چونکہ عام طور پر بیشتر دوگائنیں گاتی ہیں۔

Scanned with CamScanner

اور ہم نے ان کے لئے ایک علیحدہ باب مقرر کر دیا ہے۔ اس لئے یہاں صرف وہی گیت دیئے گئے ہیں۔ جو "متوسط طبقہ" کی مستورات گاتی ہیں۔ جھمر کے گیتوں کا تعلق بھی عوام سے ہے، نہ کہ پیشہ ور خواص سے۔ اس لئے اب جھمر کے چند گیت پیش کئے جاتے ہیں۔

ملتانی زبان کے علاقے میں چار قسم کے ناچ مروّج ہیں:۔

۱۔ دھریس

۲۔ چھیج

۳۔ دھمال

۴۔ جھمر

ان میں جھمر سب سے زیادہ مقبول ہے۔ اور عام لوگوں کا مہذب ناچ تسلیم ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل پہلے پیش کی جا چکی ہے۔ دھریس ناچ وہ ہے جس میں ناچنے والا اُچھلتا ہے اور ہاتھوں سے چٹکیاں بجاتا جاتا ہے۔ یہ ناچ مرد اور عورتیں مل کر ناچتے ہیں۔ دھمال میں دونوں پاؤں یکے بعد دیگرے ہوا میں اچھالے جاتے ہیں۔ یہ ناچ اکیلا آدمی ناچتا ہے۔ چھیج ہندوؤں کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ ناچ ہاتھ میں لکڑیاں لے کر ناچتے ہیں۔ لکڑیوں کے ساتھ گھنگھرو لگے ہوتے ہیں۔ دائرے میں پندرہ بیس ناچنے والے ہوتے ہیں۔ ہر شخص ایک ہاتھ کی لکڑی دوسرے شخص کی لکڑی سے ٹکراتا ہے اور چلتا بھی رہتا ہے۔ دائرے کے بیچ میں ڈھول بجتا رہتا ہے۔ ناچنے والوں کے گھٹنوں پر گھنگھرو بندھے ہوتے ہیں۔ یہ ناچ لکڑی اور گھنگھروؤں کی آواز سے عجیب ترنم پیدا کرتا ہے۔

جھمر ملتان، ڈیرہ اسمٰعیل خاں، میانوالی، جھنگ، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازیخاں اور بہاول پور کے اضلاع میں ہر جگہ مروّج ہے۔ مگر بلوچوں کی جھمر خاص اہمیت رکھتی ہے۔ یہ لوگ باریک ململ کے لمبے چُغے پہن لیتے ہیں اور اس کے اوپر کمر کے ساتھ دو پہلوؤں والی چادر لپیٹ لیتے ہیں۔ بڑی بڑی پیچدار شلواریں عجب بہار دکھاتی ہیں۔ چالیس پچاس بلوچوں کا گروہ جس میں نوجوانوں سے لے کر بُوڑھوں تک ہوتے ہیں۔ دائرہ بنالیتا ہے۔ دائرے کے درمیان میں ڈھول بجانے والا ہوتا ہے۔ اور جھمر شروع ہو جاتی ہے۔ گیت کی تان پر ڈھول کی چوٹ تیز ہوتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ بے حد تیزی آجاتی ہے۔ ناچنے والے ناچ کے جوش میں بدمست سے ہو جاتے ہیں۔ ذیل میں میدانی علاقوں کی کچھ جھمریں پیش کی جاتی ہیں۔

اِنہاں سوہنیاں کوں دل ڈے بہندے دل ڈے کے سجناں ارمان تھیندے
پہلے تاں ڈیندے مِٹھڑے دِلاسے لے وَس تاں دلڑی اُصلوں نہ پھاسے
دل بھولیاں گاہیں کھِل ٹوک، ہاسے سوہنیں نہ بنڑدے ہر گز کہیں دے

اِنہاں سوہنڑیاں کوں دِل ڈے بہندے

اِنہاں سوہنیاں نال دلڑی اُڑاناں لاغرض ہوندے گردے وفاناں

اِنہاں سوہنیاں کوں دل ڈے بہندے

دل ڈے کے سجناں ارمان تھیندے

بس ڈیس وے سوہناں کیوں نہیں آندا ویڑھے تتی دے پھیرا کیوں نہیں پیندا

اِنہاں سوہنیاں کوں دل ڈے بہندے

Scanned with CamScanner

جھنٹے تاں تیڈے سارا لوک ڈیندا لایو بجا پرم دی سٹر گھیم چولا

اِنہاں سوہنٹیاں کوں دل ڈے بہیندے

دل ڈے کے سجناں ارمان تھیندے

خوش بختی دے ماہی میڈا او ے ماہی ماریو تیر جگری گھٹ گیوں بچاہی

اِنہاں سوہنٹیاں کوں دل ڈے بہیندے

دل ڈے کے سجناں ارمان تھیندے

ترجمہ

"ان حسینوں کو ہم بھولے بھالے لوگ دل دے بیٹھتے ہیں۔ مگر دل دے بیٹھنے کے بعد پچھتانا پڑتا ہے۔ کیونکہ پہلے تو ان کی بھولی بھالی باتوں سے معصومیت ٹپکتی ہے۔ پھر طعنے جھنے شروع کر دیتے ہیں اچھا تو یہی ہے کہ اے بے چارے بے بس دل ان حسینوں کے دامِ تذویر میں نہ آ! تُو ان حسینوں کے ساتھ رشتۂ محبّت نہ جوڑ! یہ بے پروا ہوتے ہیں، وفا نہیں کرتے!

اے حسین دلبر! بتا تو سہی کہ اب تُو ہمارے ساتھ کیوں نہیں بولتا۔ اور اس بدبخت کے محلّے میں کیوں نہیں آتا۔ سب لوگ تمہارے عشق کے طعنے دیتے ہیں۔ تم نے عشق کی آگ لگا کر میرا تن بدن تک جلا دیا ہے۔ آہ! یہ جگر کا تیر تھا جو میں نے کھایا ہے!"

جھنگ کی جھُمر میں

جھنگ کے جنوبی علاقے کی جھُمر کے کچھ بول ملاحظہ ہوں:۔

میڈی لکھاں تے فلک نہ پوندی ہے

باجھوں یار ڈِ اڈھی دل ماندی ہے

ہیک ہر دم ہک سانول دی ہے

میڈی لکھاں تے فلک نہ پوندی ہے

میڈا یار ہے یار شرابی میکوں بوچھن گھن ڈے غلابی
اساں ونجناں ہے یار دی شادی میڈی لکھاں تے فلک نہ پوندی ہے

باجھوں یار ڈاڈھی دل ماندی ہے

پئی کھڑی ہاں ٹنگ شر یہہ دی آتوں تکتی ہے جھانو ر میتھہ دی
ڈٹھی سجناں دی جھوک گِڈ یندی میڈی لکھاں تے فلک نہ پوندی ہے

باجھوں یار ڈاڈھی دل ماندی ہے

میڈا یار ہے یار بے کس دا کدی ملیں ہاروندی نوں ہسدا
صدقے ونجاں تیڈی مہندی مس دا میڈی لکھاں تے فلک نہ پوندی ہے

باجھوں یار ڈاڈھی دل ماندی ہے

ترجمہ

"لاکھوں حسین میری آنکھوں میں نہیں جچتے۔ میرا دل دلبر کے بغیر سخت اُداس ہے۔ ہر آن اور ہر گھڑی دل میں صرف محبوب ہی کی خواہش اور چاہت ہے!

میرا محبوب شرابیوں کی طرح مست رہتا ہے۔ مجھے گلابی رنگ کا دوپٹہ خرید کر دو، کیونکہ مجھے اپنے محبوب کی شادی پر جانا ہے!

Scanned with CamScanner

میں سرس کی ٹہنی پکڑے ہوئے ہوں آسمان سے تیز بوچھاڑ والی بارش شروع ہو گئی ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے اپنے دوست کو نقل مکانی کرتے دیکھا ہے۔

میرا دوست بے کسوں کا یار ہے۔ اے دوست! کبھی مجھ روتی ہوئی کو مسکرا کر بھی ملو گے؟ تیری نوخیز جوانی پر سے صدقے جاؤں!

مظفر گڑھ کے جھمر!

اب ضلع مظفر گڑھ کے شمالی حصے کی جھمر پیش کی جاتی ہے۔

رکھاں ہیں اُمید ماہی دے ملن دی

مکہ دی دُور ہے — ونجناں ضرور ہے

حسن حسین دے ساگے — دل ہئی تانگے!

رکھاں ہیں اُمید ماہی دے ملن دی

نائیں ہے باری تولہ پرانا — ہیں منتاں دی تردی نہ جاناں

وڈی گلیندیاں لانگھے — دل ہئی تانگے!

رکھاں ہیں اُمید ماہی دے ملن دی

ماس کھدوئی لہو پیتوئی — تے کیتو مجنوں دانگے

دل ہئی تانگے — رکھاں ہیں اُمید ماہی دے ملن دی

ترجمہ

"دوست کے ملنے کی امید ابھی باقی ہے۔ مکہ دور ہے، جانا بھی ضرور ہے

حسنین کے تعلق سے دل انتظار میں ہے۔

پہاڑی نالے بہت طوفانی ہیں۔ اور سرکنڈوں کی کشتی پُرانی ہے میں تیرنا بھی نہیں جانتی۔ اب حیران ہو کر پایاب گزرگاہیں تلاش کرتی پھرتی ہوں۔

آدھی آدھی رات کو وقت اور بے وقت، جنگل بیابان چھانتی پھرتی ہوں کہ شاید دوست کہیں مل جائے۔

تُو نے میرا تن کھا ڈالا، اور میرا خون پی لیا۔ تُو نے مجھے مجنوں کا مثیل بنا دیا۔ اب دل ہر وقت انتظار میں ہے، پھر بھی اُمید ہے کہ تُو ایک نہ ایک دن ضرور ملے گا!"

خواجہ فرید کی کافی اور جھُمّر

اب خواجہ فرید کی ایک کافی ملاحظہ ہو، جسے جھُمر کے گیت کے طور پر ملتان، ڈیرہ غازیخاں اور بہاول پور میں گایا جاتا ہے :۔

دِل دَم دَم دردوں ماندی ہے
سِک ڈِٹھڑیں باجھ نہ ہندی ہے

ہجر دیاں گزریاں ڈکھیاں راتاں — ماپیوٗ خویش نہ پچھدے باتاں
سینگیاں سیّاں بَین نہ تاتاں! — مٹھڑی پئی تڑپھاندی ہے

دِل دَم دَم دردوں ماندی ہے

چاک مہیں دامن کوں بھاتاں — بھُل گیا سارا راج بیاتاں

گھولاں سیج، تے تُول وِہانٹاں   پیٹ دی ریت سُہاندی ہے

دِل دَم دَم درد دوں ماندی ہے!

رانجھن جوگی مَیں بٹڑا بیتا!   دل کوں جیں ہے جادُو کیتا

عشق تھییندا اُوں لوں سیتا   رَگ رَگ مُول نہ واندی ہے

دِل دَم دَم درد دوں ماندی ہے

بھانٹاں یار دا من کوں بھانٹاں   ساڑاں جھنگ تے شہر مگھیانٹاں

پاسکینی، سسّاں ماتاں   جندڑی جھوک غماں دی ہے

دِل دَم دَم دردُوں ماندی ہے

گزریا ویلا ہسن کھلن دا   آیا وقت فرید چلن دا

ادکھا پینڈا دوست مِلن دا   جان لباں تے آندی ہے

دِل دَم دَم دِلڑی ماندی ہے!

ترجمہ

• ہر گھڑی اور ہر لحظہ دِل وقفِ اضطراب ہے اور دوست کے دیکھے بغیر چاہت کو تسکین میسّر نہیں آسکتی۔ ہجر کی دُکھ بھری راتیں کٹھن گزرتی ہیں۔ ماں باپ، اور رشتہ دار حال تک نہیں پُوچھتے۔ ہم عمر سہیلیاں اور سکھیاں بات تک نہیں سُنتیں!

بھینسوں کا چرانے والا نوکر دل کو ایسا بھایا کہ ماں باپ کے گھر میں جو راج کرتی تھی وہ بھی بھول گیا ہے۔ سیج، بستر اور سرہانے قربان کردوں بیٹ کی اُس ریت پر سے جو بہت بھلی معلوم ہوتی ہے!

درانجھن جوگی، جس نے دل پر جادو کر رکھا ہے، میرا محبوب ہے۔
اُس کا عشق روئیں روئیں میں اِس طرح "رَل" گیا ہے کہ اب رگ و
ریشہ تک اِس سے خالی نہیں ہے!

یار کا مویشی خانہ دل کو بھا گیا ہے۔ بھاڑ میں جائیں جھنگ
اور گھیانہ۔ مان اور غرور چھوڑ کر مسکینی اختیار کر دوں گی۔ کیونکہ
میری زندگی، زندگی کا ہے کو ہے غموں کی نگری ہے!

ہنسی مذاق کا زمانہ گیا، اب تو اے فریدؔ چلنے کا وقت ہے
دوست کے ملنے کی مسافت بہت دُشوار ہے۔ اِس کا تصوّر ہی
مجھے جاں بلب کر دیتا ہے!"

خواجہ صاحب کا کلام ملتان، ڈیرہ غازی خاں، بہاول پور اور
مظفر گڑھ میں مشہور ہے۔ آپ کی بہت سی کافیاں ایسی ہیں، جو جھُمر کے
ناچ میں گائی جا سکتی ہیں۔ مگر ہم نے صرف ایک کافی بطور نمونہ دی ہے کیونکہ
یہ کافی عوام میں بہت زیادہ مقبول ہے۔

Scanned with CamScanner

مزاحیہ گیت

ملتانی زبان کے علاقے میں بڑے بڑے زمینداروں کے ہاں نقال اور بھانڈ ملازم ہوتے تھے۔ جو اپنے آقا کے اشارے پر جس کی چاہتے پگڑی اُچھال دیتے تھے۔ ان زمینداروں میں چونکہ آپس میں ہمیشہ چشمک رہتی تھی۔ اِس لئے یہ ایک دُوسرے کے خلاف تمسخر آمیز باتیں سُن کر خوش ہوتے تھے اور منہ پھٹ بھانڈوں کو (جنہیں ملتانی زبان میں ڈھاڈی کہتے ہیں۔ انعام و اکرام سے مالامال کر دیتے تھے۔ ملتانی میں قصیدے کو وار، اور ہجو کو سٹھ کہتے ہیں۔ وار اور سٹھ ہمیشہ ارتجالاً کہی جاتی ہیں۔ اور اُن میں سے اکثر خاصی طویل ہوتی ہیں۔

وار اور سٹھ کا تعلق خاص ماحول اور ہنگامی موقع محل سے ہوتا ہے، تاہم کچھ نظمیں ایسی بھی ہیں جو ہمہ گیر ہونے کے باعث زباں زد خلائق ہیں۔ قصیدوں اور ہجوؤں سے ہٹ کر ہمیں ملتانی شاعری میں کچھ ایسے اشعار اور بول بھی ملتے ہیں جو مزاح کے ضمن میں آسکتے ہیں۔ مگر نہ ایسے کہ اُنہیں بالکل ہی نظرانداز کر دیا جائے۔ ذیل کے متفرق اشعار اسی قسم کے ہیں، اور عورتوں کے اجتماعات میں کافیوں اور دوہوں کے ساتھ گائے جاتے ہیں۔

کھوہ تیڈے تے گھڑا بھرن آئیاں میکوں ڈیڈر ماری لت ہے

چولی میڈی تھئی لیر کتیراں سینہ رتو رت ہے

ترے سو سٹھ دی میں تاں چولی بنائی ہُن ڈٹھی نہ آندی ہتھ ہے

میں تاں سجناں دے کھوہ تے کدی نہ آساں میکوں ڈیڈر ڈتی مت ہے

ترجمہ

"میں تیرے کنویں پر پانی بھرنے آئی تھی کہ مینڈک نے مجھے لات ماردی۔ میرا کرتہ پھٹ کر دھجیاں ہو گیا ہے اور میرا سینہ لہولہان ہو گیا ہے۔ یہ کرتہ تین سو ساٹھ روپے کا بنوایا تھا۔ اب (اس کے پھٹ جانے کی وجہ سے) میری نبضیں چھوٹ گئی ہیں۔ آئندہ میں محبوب کے کنویں پر پانی بھرنے کبھی نہ آؤں گی۔ مجھے مینڈک نے خوب سبق پڑھا دیا ہے!"

(۲)

ڈُو کوڈی دیاں مرچاں گھدیاں نال کوڈی دا وَصَل

یار کوں مناون گئی ہاں چھوڑ کے سارا فصل

ڈُو کوڈی دیاں مرچاں گھدیاں نال کوڈی دے ڈھلّے

یار کوں مناون گئی ہاں پا کے سارے گہنے

ڈُو کوڈی دیاں مرچاں گھدیاں نال کوڈی دا گوشت

بیٹھیں نال پکا کے رکھاں کھاوے میڈا دوست

ڈُو کوڈی دیاں مرچاں گھدیاں نال کوڈی دی دال

Scanned with CamScanner

دیگر نال پکا کے دکھاں کھانواں یاد دے نال

ڈو کوڈی دیاں مرچاں گھدیاں نال کوڈی دی ہلدی

گئی ہانویں یار مناون خبر نہ ڈتو ولدی ؟

ترجمہ

"دو کوڑی کی میں نے مرچیں لیں اور ایک کوڑی کے پیاز۔ محبوب کو منانے کے لئے میں فصل کی پرواہ نہ کرتے ہوئے چلی گئی!

دو کوڑی کی میں نے مرچیں لیں اور ایک کوڑی کا دھنیا۔ محبوب کو منانے کے لئے میں سارے زیور پہن کر گئی تھی!

میں نے دو کوڑی کی مرچیں لیں اور ساتھ ہی ایک کوڑی کا گوشت ظہر کے وقت میں گوشت پکا رکھوں گی تاکہ میرا دوست کھائے۔

دو کوڑی کی میں نے مرچیں لیں اور ایک کوڑی کی دال۔ سورج غروب ہونے سے پہلے پکا لوں تاکہ محبوب کے ساتھ بیٹھ کر کھا سکوں!

دو کوڑی کی میں نے مرچیں لیں اور ایک کوڑی کی ہلدی۔ تُو میرے محبوب کو منانے گئی تھی مگر تُو نے واپس آ کر مجھے جواب تک نہیں دیا!"

بے جوڑ شادی

پاکستان و ہند میں بے جوڑ شادیوں کا رواج قدیم زمانے سے چلا آ رہا ہے۔ دیکھیئے اس نظم میں دُلہن اپنے بُوڑھے شوہر سے کس طرح مذاق کرتی ہے:-

ایں گالھ کوں بُڈھڑا اپھول نہیں

تیڈیاں گاہنڑیاں دی میکوں لوڑ نہیں

ہک ماراں پئی اُلاراں تیڈی ڈاڑھی اُڈدی

توں ہیں چاچا بُڈھڑا میں چھوہِر کل دی

ہک ماراں بئی اُلاراں

بُڈھڑے کوں ڈیوو گڑ گا ڈا جینویں

میں پوتری ہاں توں ڈاڈا جینویں

ہک ماراں بئی اُلاراں

بُڈھڑے کوں ڈیو چا پتا سے جینویں

سَوڑی مَنجی اُتے بھَجن پا سے جینویں

ہک ماراں بَئی اُلاراں

بُڈھڑے کوں چا ڈیوو لیلے جینویں

چُلوں شاہ حبیب اتے تھیوِن میلے جیویں

ہک ماراں بَئی اُلاراں

بُڈھڑے کوں ڈیوو چا لدنڑاں جینویں

میں کَجلی توں بھَیڑا اکانڑاں جینویں

ہک ماراں بئی اُلاراں

بُڈھڑے کوں چا ڈیوو سَوِڑ جینویں

اُمٹھ رہے تکیندے اے تنوڑ جینویں ـــــ ہک ماراں بئی اُلاراں

Scanned with CamScanner

ترجمہ

٭ اے بوڑھے کھوسٹ! مجھے تیرے زیور گہنوں کی ضرورت نہیں، اور نہ ہی تو اِس راز کے معلوم کرنے کی کوشش کر!
تجھے ایک لگا دوں اور دُوسرے کے لئے ہاتھ اونچا کروں!
بات یہ ہے کہ تُو بوڑھا چچا ہے اور میں کل کی چھوکری ہوں۔ میں عمر میں تمہاری پوتی معلوم ہوتی ہوں اور تُو میرے دادے کی عمر کا ہے۔ اِس بوڑھے کو تو اب بچہ گاڑی دے دی جائے!
اے بُڈھے کھوسٹ! ذرا ہٹ کر لیٹو، تمہاری جُوئیں مجھے چمٹ جائیں گی۔ ایک تو کھاٹ بھی ایسی تنگ سی ہے کہ میرے پہلو کی ہڈیاں ٹُوٹ رہی ہیں۔
اب ہم شاہ حبیب کے دربار پر جائیں گے۔ وہاں زیارت کے بہانے سے محبُوب کی ملاقات ہوگی!
اے بوڑھے! میری آنکھوں کو دیکھ! کیسی کاجل بھری ہیں، اور تیری تو ایک آنکھ ہی نہیں! یہ بُوڑھا چارپائی پر سے اُٹھ بیٹھتا ہے تو سارے کُنبے کے لئے جو آٹا گوندھ رہی ہوتی ہوں، اُسے شک وشبہ کی نگاہوں سے دیکھتا رہتا ہے!
بُوڑھے کھوسٹ! تجھے ایک لگاؤں، اور دُوسرے وار کے لئے ہاتھ بلند کروں!" (یعنی تڑاتڑ لگاتی رہوں)

مزاحیہ چھلّے

دو چار مزاحیہ "چھلّے" بھی دیکھ لیجیے۔

چھلّہ نیلی تھگڑی رن بیٹھی وِگڑی
جیئویں چھپی گیدڑی

"عورت اس طرح بگڑی بیٹھی ہے جس طرح غصے میں آئی ہوئی گیدڑ!"

چھلّا پیادا ہ تے لگی آنویں جاہ تے
گہنے بدھے پاتے

"ڈیرے پر زیور گہنے پہن کر آجانا"۔

چھلّا ساوا سرُو دو اگوں یار دا گھرُ وو
پچھوں پے دا ڈرُ وو

"آگے محبوب کا گھر ہے، اور پیچھے اس بات کا خوف کہ شوہر نہ آ جائے"

چھلّا میں نہ لیندی میکوں ما مریندی
سس طعنے ڈیندی

"چھلا میں نہ پہنوں گی۔ مجھے ماں مارتی ہے اور ہونے والی ساس طعنے دیگی!"

چرواہوں کے مذاق

گائیں بکریاں چرانے والے چھوٹے چھوٹے لڑکے جنگل میں اکٹھے ہوتے ہیں تو ایک دوسرے سے اس طرح مذاق کرتے ہیں۔ ایک کہتا ہے:-

Scanned with CamScanner

لولی ہو ـــــ کھُو دا پٹیلا

تے صدقے تھیںواں تیکوں کُتیاں چا گھیلیا

"میں تجھ پر واری جاؤں، میرے کُتوں نے تجھے زمین پر گھسیٹا!"

دُوسرا جواب دیتا ہے:۔

لولی ہو ـــــ کوئی کا نیاں دا طاق ہے

تے میڈی منگیندی تیڈی سکی ماسات ہے

"میری منگیتر تمہاری سگی خالہ زاد ہے!"

اور اسی طرح ایک دُوسرے کو جواب دیتے رہتے ہیں۔ چند ایک بول ملاحظہ ہوں:۔

لولی ہو ـــــ کوئی پتیاں دی واڑی

تے بھونک نہ کُتیا پٹ گھن سئیاں دی ڈاڑھی

"اے کُتے نہ بھونک بلکہ اپنے آقا کی داڑھی نوچ لے!"

لولی ہو ـــــ کوئی کُنڈی نسار ہے

تے گوڈیاں تئیں گھگھری رن پیکیں تیار ہے

"گھٹنوں کے اوپر تک تو اس کا گھگرا ہے اور میکے جانے کو تیار ہو رہی ہے!"

لولی ہو ـــــ کوئی ساوا کماند ہے

تے چھمک نہ ماریں ساڈا پیکیاں دا ڈاند ہے

"او ہوں اسے قمچی نہ مارنا، یہ ہمارے میکے والوں کا بیل ہے"

Scanned with CamScanner

لولی ہو   کئی بھیڈاں دی ڈھوڑ ہے

تے روٹی نہیں ڈیندی ساڈی کیا قصور ہے

" ہم سے کیا قصور ہو گیا ہے ، جس پر تو ہمیں روٹی نہیں دیتی ! "

"بیڑے" کی فرمائش

کھانے کے تمباکو کو ملتانی زبان میں "بیڑا" کہتے ہیں۔ تمباکو کو باریک کوٹ کر اُسے تیل میں چرب کرتے ہیں اور اسے منہ میں رکھتے ہیں۔ ذیل کے اشعار میں "بیڑے" کی فرمائش کی گئی ہے :-

بیڑا گھن ڈے میڈا یار، بیڑا گھن ڈے

بیڑا گھن ڈے میڈا یار   میڈے ڈنداں کوں آزار

توڑے چائی آویں اُدھار   بیڑا گھن ڈے میڈا یار !

بیڑا اُبھے وِچوں آیا   اِتھاں چاکی آن وِدتا یا

جیکوں گانے جت ہرایا   چوندھی منگدے وار و وار

بیڑا گھن ڈے میڈا یار

بیڑا گھن ڈے میکوں کالا   جیندے وِچ ہے تیل بوالا

میڈا یار ہے مست موالا   بیڑا گھن ڈے میڈا یار

بیڑا گھن ڈے میڈا یار

ڈیکھ بیڑے دا حال   گھن گئے ڈند پہلے سال

باقی رہ گئی ہے کھکھاٹ   ٹکر کھانوٹ کوں ہاں خوار

Scanned with CamScanner

بیڑا گھن ڈے میڈا یار!

"میرے دوست! مجھے بیڑا لے دو، میرے دانتوں میں درد ہے چاہے تمہیں اُدھار ہی کیوں نہ لینا پڑے، میرے لئے بیڑا ضرور لاؤ! بیڑا شمالی علاقہ سے آیا ہے۔ یہاں اسے تیلی نے آکر رواج دیا ہے۔ وہی تیلی جسے گامے جٹ نے ہرایا تھا! ہاں تو میرے لئے بیڑا ضرور لانا، میرے دوست باری باری سے بیڑے کی چٹکی مانگتے رہتے ہیں!

مجھے کالے رنگ کا بیڑا لے دو، جس میں خوشبودار تیل ڈالا گیا ہے۔ کیونکہ میرا یار مست موالی ہے، مجھے بیڑا ضرور لے دو!

ذرا اب بیڑے کی کیفیت سُن لو، پہلے ہی سال یہ دانت لے گیا۔ اب صرف جبڑے باقی رہ گئے ہیں، میں روٹی کا نوالہ تک نہیں کھا سکتی۔ مجھے بیڑا لے دو!"

لنگڑی گھوڑی کی شان میں!

کسی زمیندار نے شاعر کو لنگڑی گھوڑی عنایت فرمائی۔ شاعر نے تحفہ تو قبول کر لیا، مگر گھوڑی کی شان میں اس شان کا قصیدہ کہہ دیا کہ یہ اب تک بچے بچے کی زبان پر جاری ہے۔ لوگ باگ جب کبھی خوش گپیوں میں مصروف ہوتے ہیں "منڈی گھوڑی" کی نظم ضرور کہتے اور سُنتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:-

مَنڈی گھوڑی

پیر فلاں کیہری ساکوں بخشی مَنڈی گھوڑی ہے
ڈُند کریٹے ہنجھوں دیٹے واہ اُستاداں ٹوری ہے

چِٹا نہیں کنڈھ دے اُتے، پِلّی کھیر تے کُھنڈ دے اُتے
زُولیندی جاں مَنڈ دے اُتے ہتینڈی ڈِگی ڈُوڑی ہے

گھوڑی دیاں کیا صفتاں لکھاں، واگ نپّاں تاں لہن سکّاں
اگوں چِھکّاں پچھوں دِھکّاں رات تھئی گھر توڑی ہے

دَھرو بندر تے آن کھڑا ایم، داناں چارُیم بھوہ پوا ایم
ڈٹھی ڈِٹھم تے دل آیم واگاں بیٹھی تروڑی ہے

بھوہ کوں اصلوں منہ نہ لیندی، داناں آلو کھادی ویندی
ساگی پچھوں کڈھ کھلیندی ہتھ وِچ نال ہوڑی ہے

طبیب بیاناں ئٹ گھن آیم، آگھوڑی دا حال ڈِکھا یم
ڑُدیں داری حکیم ڈُسا یم نبضاں بیٹھی چھوڑی ہے

آخر ڈِینہہ جمعہ دے ڈُٹھی، ایجھیں ڈُٹھی وَل نہ اُٹھی
سوہنی جندڑی گیوس رُٹھی، ونج نُہا ئیس ڈھوری ہے

ڈیہہ ڈِینہہ خیر دے لنگھ بدحالے کھا گئی ہیں غریب دے دانے
حال گھوڑی دا اگلّی جانے وَنڈ وَند گِدڑاں بھوڑی ہے

آکھ فقیر ہے وقت دُعا دا شاہا جیوی صاحب زادہ
ڈے اُوہو جیڑھا گھوڑی کھادا دِل نہ کرِہن سوڑی ہے

ترجمہ

"پیر کبیری نے ایک لنگڑی گھوڑی عطا فرمائی۔ یہ گھوڑی دانت پیستی رہتی تھی اور اس کے آنسو کبھی نہیں تھمتے تھے اور اس کی چال اُستادوں کے کمال کی آئینہ دار تھی۔ اُس کی پیٹھ پر کوئی زخم بھی نہیں تھا۔ بس ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُسے دُودھ اور کھانڈ پر پالا پوسا گیا ہے۔ جب ڈھلوان پر زور لگاتی تھی تو یہ کج مج ہو کر دوہری سی ہوجاتی تھی۔

گھوڑی کی کیا صفتیں لکھوں۔ لگام کو ہاتھ میں لیتے ہی گھڑسواری کی سب آرزوئیں مٹ جاتی تھیں (گھوڑی عطا ہوتے ہی) میں نے اُسے آگے سے کھینچنا اور پیچھے سے دھکیلنا شروع کر دیا۔ مگر پھر بھی گھر پہنچتے پہنچتے رات سر پر آگئی۔ یہاں آکر میں نے گھسیٹ کر اسے بندر کے سامنے لا کھڑا کیا۔ بھوسہ منگوایا اور دانہ ڈالا۔ اس کے گر پڑنے کی آواز پر میں پلٹا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس نے تو باگیں بھی توڑ ڈالی ہیں۔

بھوسے کو اس نے مُنہ نہیں لگایا تھا۔ اور دانہ تھا کہ جوں کا توں واپس برآمد ہو رہا تھا اور میری حالت یہ تھی کہ پھاوڑا لے کر میں صفائی میں مصروف تھا۔ آخر میں نے ایک سیانے طبیب کو بُلایا اور اسے گھوڑی دکھائی۔ مگر حکیم نے چلتے ہوئے کہہ دیا کہ گھوڑی کی نبض بند ہو چکی ہے۔ بالآخر جمعہ کے دن گھوڑی گر پڑی اور ایسی گری کہ اس نے پھر اُٹھنے کا نام نہ لیا۔ بیچاری کی روح اس سے روٹھ گئی۔

اور گھوڑی نے ایک گدھے کو زینت بخشی۔ خیر سے بیس دن گزر گئے تھے۔ اس عرصہ میں محمد غریب کے بہت سے دانے کھا گئی تھی۔ مگر گھوڑی بے چاری گیدڑوں کا نوالہ بن گئی۔

اے فقیر! اب دعا کا وقت ہے۔ میرے محسن تمہارے صاحبزادے جیتے رہیں۔ دل تنگ نہ کر اور مجھے دانے واپس کر دے ہو یہ گھوڑی کھا گئی ہے۔"

من موہن کی نظم "پیسہ"

بے موقع نہ ہوگا، اگر ہم یہاں ایک نظم بعنوان "پیسہ" پیش کر دیں، جس میں نظیر اکبر آبادی کا تتبع کیا گیا ہے اور جو ایک ہندو شاعر من موہن کی تصنیف ہے۔ شاعر کا نام ہی غالباً اس کا تخلص ہے، کیونکہ اس کے متعلق مزید حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ نظم ملاحظہ ہو۔

"پیسہ"

سب کجھ کر دکھلیندے پیسہ

پیسے پِٹیتے سکّے بھائی   شام سویرے کرن لڑائی
کاتیاں پھڑدے تیز کلائی   ڈاڈھے شر گھتوندے پیسہ

سب کجھ کر دکھلیندے پیسہ

پیسہ ہے انسان دی شان   پیسے نال سڈیندن خان
چوہدری مکھی سیٹھ دیوان   مان گمان ودھیندے پیسہ

Scanned with CamScanner

سب کجھ کر ڈکھلیندے پیسہ

دولتمند جے ونجے کتھائیں　　پیسے نال ترا راں جائیں
ہر کوئی آکھے لنگھ آ سائیں　　سائیں کوں سائیں کریندے پیسہ
سب کجھ کر ڈکھلیندے پیسہ

دولت جیندے کول زیادی　　بھاہودے عمرہ کھادی
زنیگر نال کریندے شادی　　بڈھڑیاں کوں پرنیندے پیسہ
سب کجھ کر ڈکھلیندے پیسہ

رُٹھا ہووے جو کوئی بھرا　　چوں پیسیاں دی کس چا کھا
میں آزمائے توں آزما　　رُٹھیاں کوں منویندے پیسہ
سب کجھ کر ڈکھلیندے پیسہ

پیسے کیتے نکے بال　　روون رت ونجاون حال
ڈیو پیسہ تے تھیوے نہال　　روندیاں کوں کھلویندے پیسہ
سب کجھ کر ڈکھلیندے پیسہ

جیڑھے بیٹھن پیسہ پھوک　　ٹنڈن ہٹ پیسے دی ہوک
ہے ہے کر کے ڈیندن کوک　　روندیاں کوں نچویندے پیسہ
سب کجھ کر ڈکھلیندے پیسہ

پیسہ جیندے کول نہ ہووے　　او شودا قسمت کوں رووے
دشمن دے دی پیریں پووے　　منہ تین منہ دھوندے پیسہ
سب کجھ کر ڈکھلیندے پیسہ

Scanned with CamScanner

ماہئے اور ڈھولے

ملتانی زبان کے علاقے میں ماہیئے صرف ملتان تحصیل کے شمال مغربی حصے میں یعنی کنار راوی ہی میں گائے جاتے ہیں۔ ویسے بلحاظ صنفِ سخن یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ کیونکہ ملتانی زبان کے اکثر گیت جو ماہیئے نہیں ہوتے، مگر ان میں ماہیئے کی تکنیک استعمال ہوتی ہے۔ یعنی ان کا ایک مصرعہ صرف برائے وزن ہوتا ہے۔

"ماہی" کا لفظ عام ملتانی شاعری میں معشوق کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ دوسرے الفاظ مثلاً رانجھا، ڈھولا، پنّل، جانی وغیرہ بھی ان ہی معنوں میں آتے ہیں۔ ہمارے خیال میں ماہی مہینوال کی مخفف صورت ہے جس کے معنی بھینسیں چرانے والا ہیں۔ اور یہ رانجھے کا عرف ہے۔ جس علاقے میں ماہیئے کا رواج ہے، وہاں کوئی شخص ایسا نہیں جسے کچھ نہ کچھ ماہیئے یاد نہ ہوں بعضوں کو تو سینکڑوں ماہیئے ازبر ہیں۔ مگر ایک شخص کے ماہیئے بمشکل کسی دوسرے شخص کے ماہیئے سے ملتے ہوں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو ماہیئے اب تک ضبطِ تحریر میں نہیں آئے۔ دوسرے یہ صنفِ سخن اتنی آسان ہے کہ ہر شخص خواہ وہ شاعر ہو یا نہ، بڑی آسانی سے ماہیا کہہ سکتا ہے۔

مضمون کے لحاظ سے ماہیئے میں بے حد وسعت ہے ہمیں ایسے بھی

Scanned with CamScanner

ماہیئے دستیاب ہوئے، جو بے حد عریاں تھے۔ اور ایسے بھی، جو سوقیہ، مبتذلیہ اور فحش تھے۔ ذیل کے مختلف ماہیوں میں خاصے طویل مضامین مختصر سے الفاظ میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ ان میں شستگی اور شائستگی بھی ہے اور نازک خیالی بھی۔ ذرا اس علاقہ کی معاشرت اور اس کی قیود پر بھی نگاہ رکھ کر ذیل کے ماہیئے ملاحظہ فرمایئے :۔

باغاں وچ گھا کوئی ناں ــــ جیہڑے پاسے ماہی ٹریا

ــــــــــــ اوں پاسے داراہ کوئی ناں

"جس طرف کو محبوب گیا ہے، اس طرف کو جانے کا کوئی راستہ نہیں"

کوئی گتیاں دے بادے نی ــــ ساڈے ذمے کئی گل نہیں

ــــــــــــ اینویں لوکاں دے وادے نی

"ہمارے ذمہ کوئی بات نہیں یوں ہی لوگوں کی بڑھائی ہوئی باتیں ہیں!"

کوٹھے تے پھل ٹنگدے ــــ اندر بمار پیاں

ــــــــــــ باہروں جندڑی دے مُل چُکدے

"میں مکان کے اندر (مرضِ عشق میں مبتلا ہو کر) بیمار پڑی ہوں اور باہر میری زندگی کی قیمتیں چکائی جا رہی ہیں"

ہک جوڑا ہے مُنگراں دا ــــ لاتوڑ ٹ کوں لا بیٹھی!

ــــــــــــ ہُن مجھورا ہے عُمراں دا

"لگانے کو تو میں نے عشق لگا لیا ہے۔ لیکن اب سوچ بچار کا جھمیلہ ہے اور تفکرات کا جنجھٹ عمر بھر کے لئے ہے!"

بدلی آگئی ہے ساوݨ دی ———— کوئی تدبیر ڈسا

———— رُٹھے یار مناوݨ دی

"ساون کی بدلیاں آگئی ہیں۔ اب کوئی تدبیر بتاؤ جس سے روٹھے ہوئے دوست کو منا سکوں!"

دریا وچ بیڑی ہے ———— رُلی ہوئی قسمت چا

———— اللہ پاک نکھیڑی ہے

"دریا میں کشتی ہے، دو قسمتیں جو مل چکی تھیں انہیں خدا نے جدا کر دیا ہے"

ہٹیاں دے کھنڈ دیتی ———— ہک تاں غریبی ہے

———— ڈوجھا سجناں کنڈھ ڈیتی

"ایک تو افلاس کی ماری ہوں، دوسرے محبوب نے ہم سے منہ موڑ لیا ہے"

بگراں دے پھل ماہیا ———— اساں پردیسی ہیں!

———— ساڈے پچھوں نہ رُل ماہیا

"ہم پردیسی لوگ ہیں، ہمارے پیچھے آ کر در در کی ٹھوکریں نہ کھاؤ!"

چڑی اُڈ گئی ہے پلیاں توں ———— یار رُسائی کھڑی ہاں

———— اِنھاں چیچی دیاں چھلیاں توں

"ہائے افسوس! دوست مجھ سے صرف چھنگلیا کے چھلوں کی وجہ سے روٹھ گیا ہے!"

چوڑی آتے لا تلا ———— گلی وچ یار رلیا!

———— اکھو پڑھا بسم اللہ

Scanned with CamScanner

"گلی میں محبوب ملا تو آنکھوں نے کہا "بسم اللہ" !"

کوئی اڈے پئی واندی ہے   سنبھل کے کھل ماہیا

——— تقدیر نہ رہندی ہے

"دوست! ذرا سنبھل کر ہنسنا، تقدیر (انتقام لینے میں) کسی کے روکے سے نہیں رکتی!"

باغاں وچ انب جھلدے   سجن سیانے ہوندے

——— اساں در در کیوں رُلدے

"دوست سیانا ہوتا تو ہم در بدر کی ٹھوکریں کیوں کھاتے!"

کوئی ریلا بہاری دا   کیکوں کیکوں حال ڈساں

——— میں قسمت ماری دا!

"اپنی پھوٹی ہوئی تقدیر کا حال کس کس کو بتاؤں!"

سڑکاں اتے رڑھ گنگناں   تیکوں یاد ضرور آسی

——— ساڈا رو رو کے ٹُر ونجناں

"تمہیں یاد تو ضرور آئے گا، ہمارا رو رو کے چلا جانا!"

سونے دے تڑے ماسے   کئیں چا جگایا ہے

——— تیڈی یاد وچ پئے ہاسے

"کس نے ہمیں جگا دیا، ہم تمہاری یاد میں محو تھے"

کوئی لمبوں جہاز آیا   ٹٹیاں دیاں اکھڑ گیاں

——— کوئی ویلا جو یاد آیا!

Scanned with CamScanner

"کوئی خاص وقت یاد آیا تو نیند اچانک اُچاٹ ہو گئی"

رنگ لگیا پھمیاں کوں سجن سکھائی ویندیں
______ رت رونوئں اکھیاں کوں

"اے دوست! تم جاتو رہے ہو، پر یہ جان لو کہ تم نے آنکھوں کو خون کے آنسو رونا سکھا دیا ہے!"

جانے وچ سب ہوندا اِہناں کوں توں کون رُسے
______ جہناں باجھ نہ جھٹ پوندا

"کون روٹھ سکتا ہے ایسے محبوب سے، جس کے بغیر ایک پل بھی نہ گزرتا ہو"

کھوہاں دے کھاڈے نی شالا دشمن دے وی نہ ہووِن
______ جیڑھے حال اساڈے نی

"جو حال ہمارا ہے، خدا کرے یہ دشمن کا بھی نہ ہو!"

دوہے

دوہے، پاکستان و ہند کی تقریباً ہر زبان میں ملتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقامی شاعری کی ابتدائی شکلوں میں سے قدیم ترین ہے۔ دوہا، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ دو بیتوں کے قطعے کو کہتے ہیں۔ لیکن ملتانی زبان کی شاعری میں ڈیڑھ اچار سے زیادہ مصرعوں کا بھی ہوتا ہے۔ باوجود اس کے کہ ملتانی زبان کا لٹریچر بہت کم شائع ہوا ہے۔ دوہاجات کے نام سے سینکڑوں شعراء کا کلام چھپ چکا ہے۔ ان میں سے گداز، خوش دل، نوروز، وفا، بے کس، غمناک،

Scanned with CamScanner

یتیم، نواز وغیرہ کے ڈوہڑے مشہور ہیں۔ ہم ذیل میں بطور نمونہ چند ایک ایسے دوہے درج کرتے ہیں جو مطبوعہ نہیں، اور عوام میں بہت زیادہ مقبول ہیں۔

(۱)

غماں وچ جمیم تے غماں وچ پلیم تے غماں وچ لدھیم لانواں
سُتیاں بیٹھیاں نیندر نہ آوے دِدی یار دے گانوݨ گانواں
جیکر بھیجیں خیر دیاں خبراں تی چولے اُنگ نہ مانواں
خوشدل بِن سجناں دے بھجی بانہہ کیندے گل لانواں

"میں غموں میں پیدا ہوئی، غموں میں پلتی رہی اور غموں ہی میں دلہن بنی، نیند کسی طور نہیں آتی۔ ہر وقت محبوب کے تصور میں مگن رہتی ہوں تمہاری خیریت کی خبر سے یہ بدبخت جامے میں پھولی نہیں سماتی۔ اے خوشدل! محبوب کے بغیر کون ہے جو اس ٹوٹے ہوئے بازو کو گلے میں باندھے؟"

(۲)

مُدت ہوئی یار نہ ملیا ہائے وے لوکو لُٹیاں!
کاں اُڈیندی پیر منیندی راہ بھلیندی ہٹیاں!
بسمل وانگے پئی تڑپھانواں نت ہجر دی کٹھیاں
بیبڑی اُمڑی جوڑ پلایم درد ڈکھاں دیاں گھٹیاں

"محبوب کو ملے عرصہ ہو چکا ہے، اے لوگو! میں تو لُٹ گئی ہوں! کوّے اُڑاتے اُڑاتے۔ پیروں کی منتیں مانتے مانتے اور رہ انتظار

میں آنکھیں بچھاتے بچھاتے اب تھک ہار چکی ہوں۔ بسمل کی طرح
تڑپ رہی ہوں۔ مجھے ہجر نے ذبح کر دیا ہے۔ لاکھوں درد ہیں، جو
میری بدنصیب ماں نے مجھے گھٹی میں پلا دیئے!"

(۳)

اُجکل آون کیتو ماہی تیڈی اُجکل مُول نہ کھٹدی
سانگ ہجر دی لگی ہم ہٹ پیڑ جگر وچ اُٹھدی
ہڈ چم جل بل کیری تھئے اَجاں سوزوں جند نہ چُھٹدی
غمناک فراق دی رات بھیڑی جیندی اصلوں پَرہ نہ پھُٹدی

"اے محبوب! تُو نے آجکل میں آنے کا وعدہ کیا تھا۔ کیا تیری آجکل ختم
ہونے میں نہ آئے گی۔ مجھے ہجر کا نیزہ ایسا لگا کہ اب جگر سے ہُوک اٹھتی
ہے۔ ہڈیاں اور چمڑا جل بھُن کر راکھ ہو چکے ہیں۔ مگر سوز سے میری جان
کو ابھی تک نجات حاصل نہیں ہوئی۔ اے غمناک! فراق کی رات بھی
کیا رات ہے جس کی پَو بھی پھٹنے میں نہیں آتی!"

(۴)

اوکھیں عمر گزاراں تیں بِن ڈُکھے ڈینہہ گزردے، ظلم قہر دے
نقش نگار تے رنگ ڈھنگ دِل توں ہرگز نہیں وِسردے، تیں دلبر دے
جندڑی گالیُم دِل نہ بھالیو طرف ایہیں ابتر دے، نال جہر دے
ہر دے وَیری نال کہیں دے ظلم نہ ایجھاں کردے، توڑے سَر دے
پئے بھگتیسوں چھوڑ نہ وَیسوں بھانویں ہُڈھ چڑھ مر دے، تی کے بردے

غمناک فریاد کریسوں اساں اگوں رب اکبر دے، روز حشر دے

"تیرے بغیر اے محبوب! زندگی مشکل ہے اور ظالم تمہارے دن بڑے دکھوں میں گزر رہے ہیں! تجھ دلبر کے رنگ ڈھنگ اور نقش و نگار دل سے محو نہیں ہو سکتے۔ میں نے اپنی جان گنوائی۔ پھر بھی تُو نے نگاہِ مہر سے میری طرف نہ دیکھا۔ میرے جگر کے داغ اور دل کا درد قبر میں بھی فنا نہ ہوگا۔ اچھا ہُوا جو کچھ بھی ہُوا ہم تمہیں ہرگز نہ چھوڑیں گے اور تمام مصیبتیں خوشی خوشی تمہارا غلام بن کر جھیلیں گے۔ اے غمناک! بروزِ حشر رب اکبر کے سامنے اپنی فریاد پیش کریں گے!"

(۵)

مُنگ مُنگ رہیاں منگیں موت نہ آوے!
پاندھی پُچھ پُچھ رہیاں کوئی کیچ نہ جاوے
ہک ہم ڈھول پرے ڈٗو دُجھا لوک ستاوے
واراں جان گداز! جیہڑا آن ملاوے

"موت کو بلاتے بلاتے تھک چکی ہوں، شاید مانگنے سے موت نہیں ملتی۔ ایک ایک سے پوچھتی ہوں۔ مگر کسی قاصد کا پتہ نہیں ملتا۔ کیچ جانے کو کوئی تیار نہیں ہوتا۔ آہ! ایک محبوب دور ہے، دوسرا لوگ ستاتے ہیں۔ اے گداز! جو کوئی مجھے میرا محبوب ملا دے، اُسے نقد جان بطور قیمت کے ادا کروں گی!"

Scanned with CamScanner

ڈھولے

خواجہ فرید کی تحقیق کے مطابق ڈھولا فرضی نام نہیں، بلکہ حقیقتاً ایک شخص کا نام ہے۔ جس کی محبوبہ کا نام مارُو ہے۔ جس طرح ہیر رانجھے کا ہیرو رانجھا اب ہر عاشق کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اُسی طرح "ڈھولا" سے مراد محبوب لیا جاتا ہے۔ "ڈھولے" اب قدیم زمانے کے گیت ہیں۔ یہ ایک خاص قسم کی جھمر کے وقفے کے درمیان گایا جاتا ہے۔ جب ڈھولے کا بول ختم ہو جاتا ہے۔ تو جھمر کے بول پہ ناچ شروع ہو جاتا ہے۔ جھمر کا بول یہ ہے :-

"ڈھول مکھناں، دل پردیسیاں دا راضی رکھناں"

ڈھولے تین مصرعوں کے ہوتے ہیں۔ تیسرے مصرعے کے ساتھ جھمر کا بول ملا کر ناچ شروع کیا جاتا ہے۔ مثلاً :-

بزار دِکاندا بھج وے　　　میں مندھری کوں ڈیکھ نہ بھج وے
گلاں دی پوری ہاریں، وے ڈھولا
"ڈھول مکھناں ! دل پردیسیاں دا راضی رکھناں

اب ذیل کے چند ڈھولے ملاحظہ ہوں :-

بزار دِکاندی تر وے　　　میڈا اسوڑی گلی وچ گھر وے
تے پپل نشانی وے ڈھولا !

"میرا تنگ گلی میں گھر ہے، پیپل کا درخت (اس گلی میں) خاص نشانی ہے !"

Scanned with CamScanner

بزار وِکاندی پنڈدے تیڈے بت وِچ میڈی جندڑے
ہکو کر سمجھیں وے ڈھولا

• تیرے جسم میں میری جان ہے۔ اپنے آپ کو اور مجھے ایک سمجھنا"
بزار وِ کاندی چرخی میکوں گھِن ڈے نکی جیہی چرخی
کتاں ڈکھاں دیاں پونڑیاں وے ڈھولا!

" مجھے چھوٹی سی ایک چرخی خرید دو، تاکہ دُکھوں کی پونیاں کاتوں"
بزار وِکاندیاں گنڈلاں ڈینہہ ڈس گیوں پورے پندراں
تے عُمر گزاری ہئی جیندیں ڈھولا

(پردیس جاتے وقت) تُو نے پندرہ دنوں میں واپس آنے کا
وعدہ کیا تھا، مگر اب تو ایک عمر گزر گئی ہے اور تُو نہیں آیا!"

ذیل کے اشعار نہ ڈھولے ہیں اور نہ ماہیے یا ڈوہڑے۔ انہیں مفردیت
سمجھنا چاہیے۔ چونکہ دلچسپ ہیں، اس لئے درج کئے جاتے ہیں:۔

● عشق تے آتش ڈو ہیں برابر، پَر عشق زیادہ جاپے
بھاہ مڑ ہیڈی ککھ تے کانے عشق دِلاں دے کھاپے

• عشق اور آتش دونوں برابر ہیں۔ لیکن ایک صورت میں عشق کا
پلہ بھاری ہے (کیونکہ) آگ تو تنکے اور سرکنڈے جلاتی ہے
مگر عشق کی آگ میں دِل جلتے ہیں!"

● یار دی کندھی کوئی ٹنگ شہنہ دی
اینویں وَلیں جانی جیندیں چھانور مینہہ دی

"ایسے واپس آنا جیسے بارش کی تیز بوچھاڑ آتی ہے!"

- ڈہن واہ رنگ لایا کھوہاں!

اللہ ملیسی انہاں سکدیاں رُوحاں

"کنوئیں کا پانی بہتے ہوئے نالوں میں اٹھکیلیاں کر رہا ہے۔ خدا اِن چاہت بھرے دلوں کو بھی ملائے گا!"

- جے جانڑاں سَبڑ ماہی والا پانی مُول نہ ونجاں

سیفوں سَٹ گھتاں وِچ بیلے ندی رُڑھانواں چھنّاں

"اگر میں محبوب کے بلاوے کو پہچان لوں تو پانی بھرنے ہرگز نہ جاؤں گھڑے کے نیچے سر پر رکھنے کا کپڑا (سیفوں) جنگل میں پھینک دوں اور گھڑا ندی میں بہا دوں!"

- گھلی واتے گھُل پیاں ہیلاں

راہوں وَل آویں کئی پوونیں دلیلاں

"ہوا کا زور ہوا۔ ہلکی ہلکی ہوا چلی۔ خدا کرے تیرے دل میں کوئی ایسا وہم پیدا ہو جائے کہ تو راستے سے پلٹ آئے!"

- اُبھریا چندر تے اُبھرے تارے

بہنیں راہی فجر دوست پیارے

"چاند نکل آیا، تارے بھی اُبھر آئے ہیں، آج صبح سویرے میرا محبوب سفر پر جانے والا ہے!"

- اُچی نچی جیندے لمبے بوبالے

تیھی نھم جانی تیڈے کوڑے لارے

"جس طرح، کھجور کے اونچے درخت تک رسائی مشکل ہے اُسی طرح، اے محبوب، تیرے جھوٹے دم دلاسے، جن سے میں واقف نہیں تھی، میرے لئے مشکل اور پریشانی پیدا کر رہے ہیں!"

پُرانے زمانے میں رواج تھا کہ گاؤں یا محلّے کی دو شیزائیں ایک ہی جگہ چرخہ کاتنے کے لئے جمع ہو جایا کرتی تھیں۔ اس جگہ کو "اَتن" کہتے تھے۔ مل بیٹھ کر چرخہ کاتنے سے ایک تو مشقّت آسان ہو جاتی تھی۔ دُوسرے صحت مندانہ مقابلے کی وجہ سے سُوت بھی زیادہ کاتا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ "اَتن" گویا زنانہ شاعری کا مرکز بھی تھا! آجکل نہ چرخہ کاتنے کا رواج ہے اور نہ مل بیٹھ کر جمع ہونے کا۔ یہ نظمیں قدیم معاشرے اور نوجوان لڑکیوں کے محسوسات کی عکاّسی کرتی ہیں:-

(۱)

چرکھہ گھمرڈے درکھاناں

تتّی ساہورے گھر جانڑاں

اُچی ماڑی تے گھمواں دا جوڑا   نندھی موت تے ڈڈا ہے وچھوڑا

تتّی ساہورے گھر جانڑاں

چرکھہ گھمرڈے درکھاناں

اُچی ماڑی تے بولن مور   میڈا اجی تاں ویندا ہے ڈول

تتّی ساہورے گھر جانڑاں

Scanned with CamScanner

چرکھہ گھڑ ڈے در کھاناں

میڈی پیچی دے جھنڑ پے چھلّے ملک الموت سنیڑے گھلّے
بھیڑی موت کوں کوئی ٹھلّے چرکھہ گھڑ ڈے در کھاناں

تتّی ساہو دے گھر جانڑاں

اُچّی ماڑی تے ڈودھ پئی رڑکاں میکوں سالے ٹبر دیاں جھڑکاں
تتی رو رو حال ونجاواں چرکھہ گھڑ ڈے در کھاناں

اُچّی ماڑی تے پڑھدیاں قاعدہ تھوڑے ڈیہاں دا کر گیا وعدہ
گھنٹیں مُدّ لائی و دے چرکھہ گھڑ ڈے در کھاناں

اُچّی ماڑی تے تلیر بولے ساڈا جی وچ قبر دے ڈولے
ہیں تاں سجناں دے بھن ریہاں بھولے چرکھہ گھڑ ڈے در کھاناں

تتی رو رو حال ونجاونڑاں
تتی ساہورے گھر جانڑاں

اُسے چوب تراش مجھے چرکھہ بنادے۔ اِس بدبخت کو سُسرال جانا ہے۔ اونچی ماڑی (بالائی منزل) پر کبوتروں کا جوڑا رہتا ہے جوانی کی موت بہت بڑی جُدائی ہے۔ اونچی ماڑی پر مولے بولتے ہیں اور میرا جی ڈولتا ہے۔ میری چھنگلیوں کے چھلّے گر پڑے یہ بدشگونی ملک الموت کا پیغام ہے۔ کاش اِس ظالم موت کو کوئی روک سکتا۔ اونچی ماڑی پر دودھ بلوتی ہوں۔ مجھے سارے کنبے والوں کی طرف سے جھڑکیاں ملتی ہیں۔ اونچی ماڑی پر قاعدہ

Scanned with CamScanner

پڑھتی ہوں، محبوب نے جاتے ہوئے وعدہ کیا تھا کہ بہت جلدی واپس آؤں گا مگر اب بہت زیادہ مدّت گزر گئی ہے محبوب نہیں آیا۔ اونچی ماڑی پر تلیر بولتا ہے۔ قبر میں بھی ہمارا دل گھبرا جاتا ہے۔ میں نے محبوب کو ہر آئینہ آزمایا ہے۔ اب یہ بدبخت رو رو کر حال تباہ کر رہی ہے!"

(۲)

میڈے تر کلے کوں وَل پے گیا

اللہ توں سجن ملا!

"میرے تکلے میں بل آگیا ہے۔ یا اللہ تو میرا محبوب مجھے ملا دے"

تر کلے کوں وَل ہے تے وَل ہے پنج تے

روندی میں بیٹھی ہاں سجناں کوں منج کے

میڈے تر کلے کوں وَل پے گیا

"دوست کو بھیج تو دیا ہے، مگر اب رو رہی ہوں"

تر کلے کوں وَل ہے تے وَل ہے چھڑی

گھر پئی ہاں ماندی، سڈ میڈی امڑی

اللہ کریسی شفا

تر کلے کوں وَل پے گیا

"گھر میں بیمار پڑی ہوں، میری ماں کو بلواؤ، اللہ شفا دے گا"

تر کلے کوں وَل ہے تے وَل ہے پیڑھی

Scanned with CamScanner

عشق تیڈے دی گنڈھ پئی چیڑھی

اللہ تُوں چا چھڑا

میڈے ترکلے کوں ول پے گیا

" تیرے عشق کی گرہ ایسی سخت ہے کہ کھولی نہیں جا سکتی ۔ اللہ گرہ کشائی کرے گا!"

ترکلے کوں ول ہے تے ول ہے مُنّیں

پیاں ہن گنڈھیں تے سائے پُنّیں

سجن تھیم جُدا

ترکلے کوں ول پے گیا

" میری شادی کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے ۔ اب سسرال والے آیا ہی چاہتے ہیں ۔ آہ! محبوب جُدا ہو گیا!"

ترکلے کوں ول ہے تے ول ہے مَتّی

میں ٹُر ویساں ھتّی تتّی!

اللہ ہے بے پروا

ترکلے کوں ول پے گیا

" میں تو یوں ہی نامراد اور بدبخت چلی جاؤں گی، اللہ بے پروا ہے"

چرکھے دے ہن مُنّے کھڑانویں

پھلی پُونی یار دے ناویں

مُکلیاں سُتر کتا

Scanned with CamScanner

چرکھے کوں وَل پے گیا

"پہلی پُونی دوست کے نام کی ہے۔ بُرت کتوا کر چلی ہوں"

ترکلے کوں وَل ہے تے وَل ہے چھَلی
وِچ تان قبر دے پئی ہاں اِکلّی
ناں کوئی سنگت ساتھ اَڑیا
ترکلے کوں وَل پے گیا

"قبر میں بالکل اکیلی پڑی ہوں کوئی سنگت ساتھ بھی نہیں ہے"

چرکھے کوں وَل ہے مرتی پکارے
دھاوَن چلی ہاں ندی دے کنارے
میڈیاں چھِتیاں پڑتوں رہا
ترکلے کوں وَل پے گیا

"میں ندی کنارے نہانے چلی ہوں۔ میں نے کاتنا شروع ہی کیا تھا، مگر اب یہ پُونیاں رہ گئیں!"

آج سے دو سو برس پہلے چرخے کے گیت اس قدر مقبول تھے، کہ صُوفیائے کرام بھی اپنی تعلیمات میں انہیں استعمال کرتے تھے، حافظ محمد جمال رح (متوفی ۱۲۲۶ ہجری) کی ایک سی حرفی بہت مشہور ہے۔ دو چار بند اِس سی حرفی کے پیش کیے جاتے ہیں:۔

الف اُٹھی دھیانت جاگ سویلے توں رُت دِھی سیانی

گھِن چرکھا بہہ کتّݨ کیتے ڈھوں ہے رات وہانی

ایہو ویلا تیڈے ہتھ نہ آسی توں سُݨ دِھی ایانی

اُوتھ جمالؔ سُہاگݨ سوہے جو شَو دے من بھانی

ب بَنھ دھی آ دل کتّݨ اُتے سَتّݨ چھوڑ نِکماں

سَبھ حیاتی نال نہ تیڈے رہسی بابل امّاں

آسی اَجال اکلّے سِر تے سہسیں سُول سہماں

چَرہ چگ جی جمالؔ ہمیشہ یاد کریسِن جَمّاں

ص صفائی نال دِھیا توڑے کَت پئی ہِکّا چھَلّی

ٹھلّے سُتر دے کتّݨ کولوں تند نکیری بھلّی

ساری عمر دا کیتا ونجا لوِ گھَت کے تند اولّی

فضل جمالؔ اللہ دے باجھوں کائی نہ سُجھّے گلّی

ق قبیلے ویسیں دِھیا کتّݨ سِکھ سبھائی

اُگوں پچھسِن ڈاج کیا ڈِھیوی پیو گھر عمر ونجائی

ماسی، پھپھّی، ماتیکوں کیا مَتّیں ڈیندی ہائی

وڈا داغ جمالؔ اُنہاں جنہاں غفلت عمر ونجائی

ترجمہ

(۱) بیٹا اُٹھو! رات بہت جا چکی ہے۔ اب چرخہ لے کر کاتنے بیٹھو

اے بھولی بھالی بیٹی! یہ وقت پھر تمہارے ہاتھ نہیں آئے گا!

وہاں سُہاگن (بخت والی)، وہی کہلا سکے گی جو اپنے مالک کو پسند ہو گی!"

Scanned with CamScanner

(ب) "اے بیٹی! کاتنے میں خوب دل لگا، اور بے کار سوتے رہنا چھوڑ دے۔ تمہارے ماں باپ عمر بھر تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتے! تمہیں ایسے دِن بھی گزارنے پڑیں گے۔ جب تم بالکل اکیلی ہوگی اور خوف و ہراس کے کانٹے تمہیں سہنا ہوں گے۔ مالِ دُنیا جمع کرنے کی چیز نہیں ہے۔ چرخہ چگ کر زندگی کے دن پورے کر لو!"

(ص) "اے بیٹی! تمہاری زندگی کا کاروبار بے داغ ہونا چاہیئے۔ خواہ تم ایک پُونی ہی کاتو۔ لیکن یہ ایک پُونی بالکل صاف ستھری ہونی چاہیئے۔ موٹے سُوت کے کاتنے سے باریک سُوت کاتنا بہتر ہے اگر تم نے ایک تار بھی موٹے سُوت کا کات ڈالا تو گویا تم نے عمر بھر کی کمائی کو غارت کر دیا۔ اے جمال! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بغیر کوئی راہ سُجھائی نہیں دیتا!"

(ق) "اے بیٹی! تُو نے پرائے گھر جا کر اپنا قبیلہ بنانا ہے اِس لئے تُو اچھا کاتنا سیکھ لے۔ وہاں تو یہ پوچھیں گے کہ تُو کیا جہیز لائی ہے کیا تُو نے ماں باپ کے گھر میں عمر ضائع کر دی تھی؛ تمہیں ماں، خالہ، پھوپھی وغیرہ کیا نصیحتیں کرتی تھیں۔ اے جمال! بہت بڑا داغ اُن لوگوں کو ہوگا جنہوں نے اپنی عمر غفلت میں ضائع کر دی!"

مُندری کا گیت

فارسی میں معشوق کے لئے "تُرک بچہ" یا "تُرک" استعمال کیا جاتا تھا۔ جیسے

Scanned with CamScanner

؎ اگر آں ترکِ شیرازی بدست آرد دلِ مارا

بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

یہ تُرک نوجوان فوجی سپاہی تھے جو اپنے بانکپن کی وجہ سے پسند کئے جاتے تھے۔ ملتانی زبان میں "سپاہی" کا لفظ معشوق کے معنی دینے لگا۔ ذیل کے گیت میں یہ لفظ انہی معنوں میں مستعمل ہوا ہے:۔

مُندری ڈے ڈے ماہیا مُندری ڈے ڈے ماہیا

ماہیا ڈھول سپاہیا! مُندری ڈے ڈے ماہیا

مُندری میڈی اُٹیاں گنیاں

مٹی بھر دیاں پھر دیاں جٹیاں

سِر تے منگھیاں چایا مُندری ڈے ڈے ماہیا

مُندری میڈی پان بڑوپی

ماہی میڈا پیندے ٹوپی

رُت گرمی دی آئی آ مُندری ڈے ڈے ماہیا

مُندری میڈی اِٹکے مٹکے

سس جھڑکیندی سوہرا جھٹکے

مُنڈھڑے ڈیر جھیڑا ایا مُندری ڈے ڈے ماہیا

مُندری میڈی دنج پئی راہ تے

آسی ڈھولا بہسی بھاتے

حُقّے لوڑھ وسایا مُندری ڈے ڈے ماہیا

Scanned with CamScanner

ترجمہ

"میرے محبوب سپاہی! میری انگوٹھی دے دے! تھل کی جٹیاں جوانی کی مستی میں سروں پہ دُودھ کے برتن اُٹھائے آرہی ہیں۔ میرا محبوب ٹوپی پہنتا ہے۔ گرمی کا موسم آگیا ہے، محبوب تو بھی آجا۔ میری انگوٹھی مجھے واپس دے دو! میری ساس میرے ساتھ جھگڑتی ہے اور میرا سسر مجھے جھڑکیاں دیتا ہے۔ دونوں سے مجھے چھوٹے دیور نے چھڑا لیا ہے۔ میرا محبوب آئے گا اور آگ کے قریب بیٹھے گا۔ حُقّہ پینے کے بہانے سے! میرے محبوب! میری انگوٹھی واپس کر دے!"

چھلّے

چھلے کے گیت پُرانے زمانے کی" چیز" ہیں۔ آج کل بہت کم لوگ "چھلے" گاتے ہیں۔ مندرجہ ذیل "بول" بوڑھے لوگوں سے حاصل ہوئے ؛۔

جانی مُنہ ڈِکھانویں ہا

چھلا پاتی کھڑیاں ہِک　　میڈی نہیں پئی لاندی بِک

میکوں تیڈی پئی ہے چھِک　　جانی مُنہ ڈِکھانویں ہا!

"میرا دل تیری طرف کھچا جا رہا ہے۔ تیری چاہت کو تسکین نہیں مل رہی، جانی مُنہ دکھا دو!"

چھلے پاتی کھڑیاں ڈو　　نمبر دار شہر دا توں

ونڈ ڈے غریباں کوں　　جانی مُنہ ڈِکھانویں ہا!

"شہر کا نمبردار تُو ہے، غریبوں کو بھی آرام سے زندگی گزارنے دے"

چھلّے پاتی کھڑیاں ترے
میڈے گوڈے تے چڑھ بہہ

میکوں ہنیں مریندا اپّے
جانی مُنہ ڈکھانویں ہا

"میرے محبوب! آؤ میرے زانو پر بیٹھ جاؤ، مجھے شوہر نہیں مارے گا"

چھلّے پاتی کھڑیاں چار
میڈا یار گیا بزار

گھِدّی آندے پھُلاں دے ہار
جانی مُنہ ڈکھانویں ہا

"میرا دوست بازار گیا ہے، میرے لئے پھولوں کے ہار لائے گا!"

چھلّے پاتی کھڑیاں پنج
لگا آنویں سنْویں سنج

میڈی ہنیں پئی تِلدی ہنج
جانی مُنہ ڈکھانویں ہا

"میرے محبوب! سرِشام آجانا، کیونکہ میرے آنسو رکنے میں نہیں آتے"

Scanned with CamScanner

زائرین کے گیت

چیت کا مہینہ میلوں ٹھیلوں کا مہینہ ہوتا ہے۔ چیت کا چاند دکھائی دیا، اور دیہاتی لوگ قافلہ در قافلہ پیروں فقیروں کے مزاروں کی طرف چل پڑے، اونٹوں پر کجاوے ڈالے ہوئے ہیں۔ عورتیں اور بچے ان پر سوار ہیں اور مرد پیدل جا رہے ہیں۔ ڈھول شہنائیاں، نفیریاں بجاتے، خوشیاں مناتے یہ لوگ ہزاروں کی تعداد میں مزاروں پر جمع ہو جاتے ہیں۔ ہر جمعرات میلہ لگتا ہے۔ جس میں خوش اعتقادیوں کے عجیب و غریب مظاہرے ہوتے ہیں۔

ٹہر، اظہارِ عقیدت گیت

قافلے والوں کو مزار کا گنبد دُور سے نظر آیا تو اُنہوں نے صاحب مزار کے گُن گانا شروع کر دیئے۔ یہ ایک گیت ہوتا ہے جسے ملتانی زبان میں ٹہر کہتے ہیں۔ خواجہ سلیمان صاحب تونسویؒ، سلطان سخی سرورؒ، بہاؤ الحق ذکریا ملتانیؒ، سُلطان باہوؒ صاحبؒ، مخدوم رشید صاحبؒ اور شہباز قلندرؒ، کی ٹہریں بہت مشہور ہیں فنِ شاعری کے لحاظ سے یہ ٹہریں، نہ تو قصیدہ کہلائی جا سکتی ہیں اور نہ اُن میں شعریت ہوتی ہے۔ بلکہ یہ خاص قسم کے بول ہیں جو گیت کی شکل میں خوش اعتقاد مریدوں کی زبان پر چڑھے ہوئے ہیں۔ ان گیتوں کے گانے میں عوام جذباتیت

Scanned with CamScanner

کے رنگ میں ڈوب جاتے ہیں۔ اور ان پر ایک ناقابلِ تشریح مستی سی چھا جاتی ہے چند ایک شہریں جو ہمیں دستیاب ہو سکی ہیں پیش کی جاتی ہیں۔ بہاؤ الحق ذکریا کی شہریں سندھی زبان میں ہیں۔ کیونکہ ان کے مرید سندھ سے آکر ان کا عرس مناتے ہیں۔

سُلطان سخی سرورؒ

سُلطان سخی سرور کا مزار ڈیرہ غازی خاں سے جانبِ جنوب مغرب تقریباً ۴۲ میل کے فاصلے پر ہے۔ چلچلاتی دھوپ میں جھلسی ہوئی چٹانیں مزار کی پاسبانی کر رہی ہیں۔ شمال کی جانب دامنِ مزار کو چومتی ہوئی ایک تیز رفتار ندی بہتی چلی گئی ہے۔ جس کے کنارے پر اونچی اونچی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ شمالی کونے میں دور ایک سینہ فگار پہاڑی کی چوٹی پر سُلطان سخی کے "چاریاروں" کا مزار ہے۔ یہاں تک پہنچنا جان جوکھوں کا کام ہے۔ کیونکہ راستہ بہت پھسلواں اور دم شکن ہے۔ یہاں تک کہ اگر پائے نگاہ بھی لغزش کھا جائے تو اسے سایۂ دیوارِ سلطان کے سوا اور کہیں گوشۂ عافیت نصیب نہ ہو۔ پانی کا دور دور تک نشان نہیں ملتا۔ کالے کالے پتھر ہر طرف انبار در انبار بکھرے ہوئے ہیں۔ سبزہ اُگے تو کہاں اور کس جگہ؟ خاموشی کا یہ عالم کہ اپنے دل کی دھڑکن بھی صاف سُنائی دے۔ ایسے بے آب و گیاہ اور سنسان کوہساروں میں بھی علم و عرفان کے کیا کیا چشمے پھوٹے کہ جن کی آبیاری آج تک جاری و ساری ہے۔

زائرین کے قافلے راستے کی صعوبتیں خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے چاروں طرف سے اُمڈے چلے آ رہے ہیں اور فضاؤں میں یہ گیت تھرا

Scanned with CamScanner

رہا ہے:۔

بھل پے پوندے نی سرور، بھل پے پوندے نی
تیڈی ماڑی اندر وار، بھل پے پوندے نی

سندھ رانی وچ بیڑا گھڑیا — ہیرے موتیاں نال ہے جڑیا!
پہلی پوڑھی سرور چڑھیا — سنگاں کوں پار پچا ـــ!

تیڈی ماڑی اندر وار، بھل پے پوندے نی!

در تیڈے تے کھوہ نہ کوئی — کھوہ نہ کوئی کھوئی نہ کوئی
چشمے جھول پلا کبوتر چگدے نی — تیڈی ماڑی اندر وار کبوتر چگدے نی
در سید دے دیگاں چڑھیاں — میں وی در تے آئی کھڑیاں
ڈنڈو ڈنڈ کھانون بال کبوتر چگدے نی — چگ چگ ہو ہے نہال کبوتر چگدے نی
چھوٹیاں پنجاں نال کبوتر چگدے نی — زرد سلیٹی لال کبوتر چگدے نی
در تیڈے تے بڈھڑیاں مائیاں — ہتھیں ڈنگوریاں ٹر دیاں آئیاں
نوں نوں کرن سلام بھل پے پوندے نی — تیڈی ماڑی اندر وار بھل پے پوندے نی
چار چراغ تیڈے بلن ہمیشہ — پنجواں لالو لال بھل پے پوندے نی
در سید دے ساڈا کال ہے — ڈیویں مراد، ساڈا اللہ دا ناں ہے
ہر دی آس پچا کبوتر چگدے نی — تیڈی ماڑی اندر وار کبوتر چگدے نی
در سید دے کئی ساوی جال ہے — ڈے مراداں ساڈی مجال اے
ساڈی آس پچا بھل پے پوندے نی — تیڈی ماڑی اندر وار بھل پے پوندے نی
چارے یار نیکوں بھوں پیارے — آپ نالوں سید اچے کھلارے

Scanned with CamScanner

ڈِسن لگا دربار پھل پئے پوندے نی	تیڈی ماڑی اندروار پھل پئے پوندنی

ترجمہ

"سرور سلطان! تیرا مزار کتنا پُر شوکت ہے۔ ہر وقت اس پر پھولوں کی بارش ہو رہی ہے۔ سندھ کے ملک میں بیڑا تیار ہوا۔ جس میں ہیرے اور موتی جڑے گئے۔ پہلی سیڑھی پر سلطان سرور نے قدم رکھا۔ سرور! زائرین کا بیڑا پار کر دے!

تیرے در پر نہ کوئی کنواں ہے اور نہ چاہک! رحمت کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ ہمیں ان چشموں ہی سے پلا دے! کبوتر دانہ چگتے پھرتے ہیں۔

تیرے در پر ہر وقت دیگیں چڑھتی رہتی ہیں۔ میں سائل ہو کر تیرے در پر آئی ہوں۔ اپنے روحانی بچوں کو (اپنی مہربانی کا حصہ) برابر برابر بانٹ دے۔ جس طرح کبوتر دانہ چگ رہے ہیں۔

کبوتر کتنے پیارے ہیں۔ زرد رنگ کے کبوتر، سلیٹی رنگ کے کبوتر اور سُرخ آنکھوں والے کبوتر، جن کی چھوٹی چھوٹی چونچیں ہیں!

تیرے در پہ لاٹھی ٹیکتی ہوئی بوڑھی عورتیں دور دراز کا سفر پیدل طے کر کے آئی ہیں۔ یہ عورتیں تجھے جھک جھک کر سلام کرتی ہیں۔

تیرے مزار پر ہر وقت چار چراغ جلتے رہتے ہیں، اور پانچواں ایک سُرخ رنگ کا قیمتی لعل ہے جو جگمگ جگمگ کر رہا

ہے۔

سیّد کے در پر سبز آکاہنہ کا درخت ہے۔ میرے دل کی مرادیں پوری کر۔ میرے پاس سوائے اللہ کے نام کے اور کچھ نہیں۔ ہر سائل کی آس پوری کر دے۔ جس طرح تیرے عظیم مزار پر سب کبوتر دانہ چگ رہے اور خوش ہیں۔

تیرے در پر ایک سبز جال کا درخت ہے، ہماری مرادیں پوری کر! ہماری توبہ ہے۔ سب لوگوں کی آسیں پوری کر دے۔ تجھے اپنے چار یار بہت پیارے ہیں۔ تُو نے اپنے سے اونچی جگہ ان کے لئے منتخب کی ہے۔ کیا عظیم الشان دربار لگا ہوا ہے۔ جہاں ہر وقت پھولوں کا مینہہ برس رہا ہے!"

لال عیسنؒ

لال عیسنؒ صاحب کا مزار کروڑ ضلع مظفر گڑھ میں واقع ہے۔ اس مزار کی زیارت کے لئے میانوالی، جھنگ، مظفر گڑھ، اور ملتان کے اضلاع سے ہزاروں لوگ جمع ہوتے ہیں۔ بھادوں کی چودہ تاریخ کو میلہ لگتا ہے۔ چیت کی ہر جمعرات کو زائرین قافلہ در قافلہ آتے ہیں۔ اور رات بھر دربار پر جاگتے رہتے ہیں۔ اِس مزار کی حکومت سارے تھل کے علاقہ پر ہے۔ اِس لئے تھل کے خوش اعتقاد دہقان زیادہ تر آسیب زدگان کے علاج کے لئے یہاں آتے ہیں۔ عورتیں چڑھاوے چڑھاتی ہیں اور بڑی عقیدت کے ساتھ منتیں مانتی ہیں۔ ان کا گیت یہ ہے :۔

Scanned with CamScanner

سوہناں لال وے پکاراں دھمی دیاں

ڈے خوشیاں غم ٹال وے پکاراں دھمی دیاں

در تیڈے تے کوئی چیتی تاں سیت ہے   پڑھو نمازاں، اے ساڈی ریت اے

سوہناں لالاں دا لال وے پکاراں دھمی دیاں

ڈے خوشیاں غم ٹال وے پکاراں دھمی دیاں

در تیڈے تے سیدا کئی پتھراں دے روڑے   منگاں دعا میکوں ڈے بچڑیاں دے جوڑے

سوہناں لال وے پکاراں دھمی دیاں

ڈے خوشیاں غم ٹال وے پکاراں دھمی دیاں

در تیڈے سوہنیاں کئی ساوی جالے   ڈے تاں مراداں آواں بچڑیاں نالے

سوہناں لال وے پکاراں دھمی دیاں

ڈے خوشیاں غم ٹال وے پکاراں دھمی دیاں

ترجمہ

"اے صاحبِ جمال حضرت لال صبح سویرے کی پکاریں سُن۔ مجھے مسرتیں عطا کر دے اور میرے غم ٹال دے!

تیرے در پر پتھروں کے روڑے پڑے ہیں۔ دُعائیں مانگتی ہوں تو مجھے بیٹوں کا جوڑا عطا کر دے۔

تیرے در پر سبز جال (پیلو) کا درخت ہے۔ میری مرادیں پوری کر دے۔ میں اپنے بیٹوں سمیت تیرے دربار پر حاضر آؤں گی

اے لالوں کے لال! میری صبح کی فریاد سُن!"

Scanned with CamScanner

مخدوم رشید حقانی

حضرت مخدوم رشید حقانیؒ ملتان شہر سے جانب جنوب مشرق ۱۶ میل کے فاصلے پر ایک درگاہ ہے۔ جہاں دُور دراز سے زائرین آتے ہیں، اور اپنی اپنی مرادوں کے لئے منتیں مانتے ہیں۔ ایک گیت ملاحظہ ہو:۔

آنواں تیڈے جُھ ہے حقانی سئیاں
میڈے من دے مطلب ہوئے پُورے
میڈا اہل قریش داباال وو ئیں چھنڑ دیاں بُوٹی چنبا
ڈیلیاں تیڈی بکری حقانی سئیاں
جَیں ویلے سوراں آن بکریں
میڈا اہل قریش داباال وو ئیں چھنڑ دیاں بُوٹی چنبا
ڈیلیاں تیڈی روڑی حقانی سئیاں
میکوں بخش بھرانواں دی جوڑی
میڈا اہل قریش داباال وو ئیں چھنڑ دیاں بُوٹی چنبا
ڈیلیاں تیڈا ادیٹا، حقانی سئیاں
ڈے چا میڈے بھرانواں کوں بیٹا
میڈا اہل قریش داباال وو ئیں چھنڑ دیاں بُوٹی چنبا
ریڑھ بیٹھ داچڈا، حقانی سئیاں
ہُن تھی پو مریداں کوں سیدھا

Scanned with CamScanner

میڈا اہل قریش دا بال وؤیں چنڑدیاں بُوٹی چنبا
میں چن چن لائے انبار وؤیں چنڑدیاں بُوٹی چنبا

ترجمہ

"اے حقانی پیر! تیرے دربار پر آتے ہی میرے من کے مطلب پورے ہو گئے۔ تُو قریشی الاصل ہے۔ میں تیرے مزار پر چڑھانے کیلئے یاسمین کے پھول چُن رہی ہوں!

اے حقانی پیر! میں تیرے دربار پہ ایک بکری ذبح کروں گی بخدا میری دستگیری کرنا۔ جس وقت بھی تجھے مدد کے لئے پکاروں!

اے حقانی پیر! تیرے دربار پر گڑ کی بھیلی بانٹوں گی، تُو مجھے بھائیوں کا جوڑا بخش دے۔ اور تیرے مزار کی چادر لاؤں گی، تُو میرے بھائیوں کو بیٹا عطا کر دے!

اے حقانی پیر! (میری دعا کے مستجاب ہونے کی نشانی کے طور پہ) پتھر اپنے مزار سے لڑھکا دے۔ اور اپنے عقیدت مند مُریدوں کی مرادیں بَر لا! میں تیرے مزار پر چڑھانے کیلئے یاسمین کی کلیاں توڑ رہی ہوں اور اُن کے انبار لگا رہی ہوں!"

شہباز قلندر رح

اب ایک مست کر دینے والی لہر ملاحظہ ہو۔ جو مست قلندر جھولے لال یا حضرت شہباز قلندر کے زائرین گاتے ہیں:-

Scanned with CamScanner

لال میڈا اِت رکھیں ذرا
جھولے لالن بندھڑی دا

اُچا روضہ پیرا تیڈا ایٹھ وگے دریا بھلا جھولے لالن بندھڑی دا
شہباز قلندر، لال قلندر، لال

یا ساکوں تُوں ... ے ڈینیدیں بھ... ل ڈینیدیں ویر ملا
جھولے لالن ... ڑی دا
شہباز قلندر، لال ... لال

گھڑی گھڑی تیڈی نوبت وجدی نال وجے گھڑیال بھلا
جھولے لالن بندھڑی دا
شہباز قلندر، لال قلندر، لال

ترجمہ

"اے میرے لال! میری فریاد کو ... دیکھیو! ... باسی کی فریاد
... اِ ... مست موالی لال ہمیشہ ... رسار ہے!
... ں کو بیٹے اور بہنوں کو بھائی عطا کرتا ہے۔ اے
میرے شہباز قلندر! میرا مست موالی لال! تو ہمیشہ دمئے الست
کے نشہ میں) سرشار رہے!
پل پل میں تیری نوبت بج رہی ہے اور گھڑیال بج رہا ہے
زمانے بھر میں تیری شہرت کا ڈنکا بج رہا ہے، میرے شہباز قلندر!
میرے مست موالی لال! (خدا کرے)، تو ہمیشہ جھومتا ہی ... "

شاہ حبیبؒ

شاہ حبیبؒ کا مزار لیہ ضلع مظفر گڑھ میں ہے۔ ہر عید کے دوسرے دن یہاں میلہ لگتا ہے۔ چیت کے مہینے میں ہر جمعرات کو زائرین دُور دُور سے آ کر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ ذیل میں ایک حرفی دی جاتی ہے جو حضرت مولانا نور محمدؒ صاحب کی تصنیف ہے۔

حمد آکھاں اوں خالق دی جو مالک سچّا سائیں
گوناگوں بنائیں خلقت کئی خادم تے کئی سائیں
لکھ ہزار درود نبیؐ کوں کل اصحاباں تائیں
شاہ حبیب حبیب خدا دا تُرت مُراد پُچائیں

جو آندے گھن مطلب ویندے واہ دربار مُعلّٰی
ہیچ صباح نہ رہندا خالی چہ دربار مُحلّا
بیعت مرید ہووِن ہر ویلے روز کنوں شب تائیں
شاہ حبیب حبیب خدا دا تُرت مُراد پُچائیں

نال ذات صفات تُساڈے کیا کجھ کہیں ونجایا
ملک فلک جنہہ رہن سلامی کون آدم دا جایا
گل پھل رہن ہمیشہ تازے وانگوں باغ ارائیں
شاہ حبیب حبیب خدا دا تُرت مُراد پُچائیں

[illegible] لبھندے وِچ مرہم شفائی

Scanned with CamScanner

ٹھنڈے منڈے صحیح سلامت دِل کالے صفائی
مُکھے تِرتے روزی کھندے واہ لنگراں دا سائیں
شاہ حبیب حبیب خدا دا تُرت مُراد پُجائیں

رات ڈِہاں دَر رہے کُشادہ جو آوے سو آوے
دیگ کرم دی گرم ہمیشہ ہر کس کوں رنگ لاوے
سَے رنگے سے پئے رنگینے میکوں وی رنگ لائیں
شاہ حبیب حبیب خدا دا تُرت مُراد پُجائیں!

وِچ قندیل چراغ بلیون جوں مہتاب سمائی
روشن اُستھوں روضہ سارا نال صحن سرائی
دل نُور تن مسکین نمانڑیں دی روشن کرائیں
شاہ حبیب حبیب خدا دا تُرت مُراد پُجائیں!

پنج ڈِہاڑے گزرے میکوں وِچ خدمت تیں شاہ دے
اُبھی جال دے ہیٹھ بلہایو نال ڈِمیماناں رہوے
کر فریاد نیاز ٹِکالے نُور تن پنج صباحیں
شاہ حبیب حبیب خدا دا تُرت مُراد پُجائیں!

کل کوں ہے تیاری میڈی جے اجازت ہووے
تھی دِلشاد وسنجاں میں گھر کوں خبر جیکر کجھ پووے
علم عمل تے ملکہ جید ہو عطا میں تائیں
شاہ حبیب حبیب خدا دا تُرت مُراد پُجائیں!

Scanned with CamScanner

ترجمہ

○ اُس خالق کی حمد کہیئے جو سچا مالک ہے۔ جس نے گوناگوں خلقت بنائی ہے۔ جس میں کوئی نوکر ہے اور کوئی آقا۔ اِس کے بعد نبی کریم اور ان کے اصحاب کو دُرُود پہنچے۔ اے خدا کے دوست! شاہ حبیب! میری مراد پوری کرو!

یہ ایسا اعلیٰ دربار ہے کہ ہر وقت بھرا رہتا ہے، اور جو بھی یہاں آتا ہے، اپنا مقصود پا لیتا ہے۔ دن رات تمہارے بخت زیادہ ہوتے رہیں۔ کسی نے تمہارے دربار پہ آکر کچھ ضائع نہیں کیا۔ یہاں فرشتے اور آسمان تک سلام کرتے ہیں۔ انسان کی کیا مجال ہے کہ دَم مار سکے۔ پھُول تمہارے مزار پر ایسے تازہ رہتے ہیں جیسے چمن میں ہوں!

اندھوں کو آنکھیں مل جاتی ہیں، زخمیوں کو مرہم شفا مل جاتی ہے۔ لنگڑے لُولے صحیح و سالم ہوجاتے ہیں اور دل کے کالے صاف باطن۔ بھوکوں پیاسوں کو روزی مل جاتی ہے۔ کیوں کہ تُو لنگروں کا مالک ہے۔ تمہارا دربار ہر وقت کھُلا ہے، جو آئے سو آئے!

تمہارے کرم کی دیگ ہر وقت کھُلی رہتی ہے، اور ہر شخص بہرہ یاب ہوتا ہے۔ سینکڑوں رنگے جا چکے ہیں، سینکڑوں رنگے ... مجھے بھی رنگ دے!

Scanned with CamScanner

قندیل میں چراغ ایسے جل رہا ہے، جیسے آسمان کا چاند ہو
اِس سے سارا دربار منوّر ہو رہا ہے۔ نورنؔ کے دل کو بھی منوّر
کردے۔ یہ مسکین بچارا اسی کا آرزومند ہے!
آپ کی خدمت میں آئے ہوئے مجھے پانچ دن ہو گئے
ہیں، آپ نے مجھے راستے کے مشرق کی طرف شمالی جال کے
نیچے بٹھا دیا ہے۔ نیاز مند نورنؔ صبح شام فریاد کر رہا ہے!
کل واپس جانے کی اجازت مل جائے، دل شاد ہو کر
گھر جاؤں۔ مجھے علم و عمل کا جبّہ ملک مل جائے!"

مزاروں کے مناظر

مزاروں پر جب کبھی معتقدانِ عشق و مستی جمع ہوتے ہیں، راگ، اور رنگ کا ایسا طوفان پیدا ہو جاتا ہے کہ حجر و شجر جھوم جھوم جاتے ہیں۔ نظارہ بھی کیا خُوب ہوتا ہے۔ ایک طرف جال (پیلو) کے درختوں کے جھُنڈ میں کچھ قلندر لوگ بیٹھے ہیں اور ایک بہت بڑے کُونڈے میں بھنگ رگڑ رہے ہیں۔ بھنگ رگڑنے کا ڈنڈا بہت وزنی ہونے کے علاوہ رنگین اور گھنگھرؤں سے مرصع ہوتا ہے۔ جس کی جھنکار بھنگ نہ پینے والوں کو بھی مست بنا دیتی ہے۔ بادام، خشخاش اور بھنگ، یعنی سبز بوٹی۔ آتشِ سیال کی حدّت نہ سہی برگِ حشیش کی برودت ہی غنیمت ہے۔ دُنیا اور مافیہا سے بے خبری اور غمِ دوراں سے نجات کا ذریعہ تو ہے۔ بہشت میں صرف

Scanned with CamScanner

ہیں، یا اپنے جسم کی کھال اتروانے کی آزمائش برداشت کر لیتے ہیں، تاکہ جس طرح بھی ہو محبوب راضی ہو جائے، خواہ اس کے راضی کرنے میں جان تک بھی دینی پڑے۔ تو سستے چھوٹے اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔ کیونکہ ؎

جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق اَدا نہ ہُوا

ختم

کتبۂ صالح محمد مجالی

Scanned with CamScanner

کھانے پر تین چار گھنٹے صرف ہوں گے۔ اس کے بعد ظہر کے وقت جہیز، اور وری سوئی کا ساز و سامان ترتیب سے باہر دکھا جائے گا۔ مراثن ایک ایک چیز کا نام لے کر اعلان کرے گی۔ اور دیکھنے سننے والے تعریف کریں گے۔ کیوں نہ ہو۔ یہی وہ دن تو ہے۔ جب لڑکی آخری بار ماں باپ سے متاع لے رہی ہے گھریلو زندگی کا سارا سامان میکے والوں نے ہی تو دینا ہے۔ بستر، پلنگ، کرسیاں، پیڑھیاں، دودھ بلونے کی مدھانی، برتن بھانڈے۔ حتیٰ کہ سوئی تاگے تک والدین اور بھائی بہنوں نے دیا ہے۔ خویش و اقارب، ماں باپ کی دریا دلی پر واہ واہ کر رہے ہیں۔ دلہن اس گھر میں دو گھڑی کی مہمان ہے اور بہن بھائی ماں باپ، جدائی کی گھڑی کا تصور کر کے کانپ اٹھتے ہیں۔ مگر تن بہ تقدیر ہیں اور زمانے کے رواج کے سامنے گردن جھکائے ہوئے ہیں۔ وقت گزرتے دیر نہیں لگتی۔ لیجئے رسمیں ادا ہو چکیں اب رخصتی کا وقت آ پہنچا۔ دولہا میاں، اور اس کے دوست ڈولی لینے آ گئے ہیں۔ دلہن کے ہاں مراثنیں استقبال کرتی ہیں۔

جے توآیوں پُل وے راہوں، حیاتی ہووی وے
تیکوں سوبھ لگی درگاہوں، توں راج ماݨیں بنّاں
جے بنّاں تیں ماسنائی، حیاتی ہووی وے
تیڈی واری حضرت لائی، توں راج ماݨیں بنّاں
جے بنّاں تیں ٹپّا کسّی، حیاتی ہووی وے
تیڈے نال مُجرا آندی سسّی، توں راج ماݨیں بنّاں
جے بنّاں تیں کپّی چھنڈی، حیاتی ہووی وے

Scanned with CamScanner

پروفیسر سلیمان سہو
شعبہ سرائیکی
گورنمنٹ بوائز کالج
فتح پور ضلع لیہ
0306-
6761514

Scanned with CamScanner

کلام فرید

خواجہ فرید کی غیر فانی کافیوں کا دلاویز مجموعہ ۔ فرید کی کافیوں میں نوشگفتہ پھولوں کی مٹھاس سمندروں کی گہرائیاں اور صحرا کی وسعتیں ھیں ۔ کافیوں کا انتخاب اور اردو ترجمہ کیفی جام پوری اور ریاض انور نے کیا ھے ۔

قیمت ۱۰/- روپے

نغمہ صحرا

خواجہ فرید کی کافیوں کا منظوم اردو ترجمہ جو پاکستان کے نامور شاعر کشفی ملتانی کا ادبی تاج محل ھے ۔ یہ تراجم اردو ادب میں ناقابل فراموش اضافہ ھیں

قیمت ۴/- روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ ادب جدید ۔ ۱۴ پٹیالہ گراؤنڈ ۔ میکلوڈ روڈ لاھور

Scanned with CamScanner